حضرت علی المرتضیٰؓ کے دل افروز واقعات پر مبنی تصنیف

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سو واقعات

مصنف:
علامہ محمد مسعود قادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دل فروز واقعات پر مبنی تصنیف

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کے

سو واقعات

مصنف:
علامہ محمد مسعود قادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

نام کتاب:	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سو واقعات
مصنف:	علامہ محمد مسعود قادری
پبلشرز:	اکبر بک سیلرز
تعداد:	600
قیمت:	120/-

انتساب

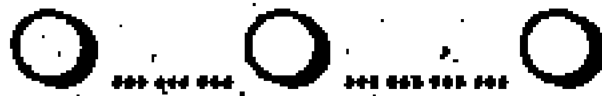
غوث الثقلین، غوث الاعظم

حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کے نام

قرآن ناطق شارع مطلق، مخزن دین وفقہ
بابِ علم کی تقریر، مولا علی مولا علی
شرع سورۂ فاتحہ، نقطہ ہائے بسم اللہ
شانِ آیہ تطہیر، مولا علی مولا علی
شاہِ ولایت جاہ دیں، کل ایمان بالیقیں
علم و حکمت کی تصویر مولا علی مولا علی

فہرست



حرفِ ابتداء

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر بے شمار درود و سلام۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا اور فرمانِ خداوندی کے تحت قریش کو دین اسلام کی دعوت دی تو اہل قریش نے آپ ﷺ کی دعوت کو رد کر دیا مگر اس موقع پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت کم سن تھے انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور عرض کیا کہ میں ہر مشکل گھڑی میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گا اور پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بات کو سچ ثابت کر دکھایا اور ہر مشکل گھڑی میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور مشرکین کے مظالم کی کچھ پرواہ نہ کی۔

محبت خدائے ربِ کبیر ، مولا علی مولا علی
معشوق نبی ﷺ بے نظیر ، مولا علی مولا علی

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا شمار اوّلین اسلام قبول کرنے والوں میں ہوتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش، حضور نبی کریم ﷺ نے خود فرمائی اور آغوشِ نبوت اور کاشانہ نبوت میں پرورش پانے کی بناء پر وہ تمام خوبیاں آپ رضی اللہ عنہ میں بدرجہ اتم موجود تھیں جو کسی

بھی نیک سیرت اور نیک پرور انسان میں موجود ہوتی ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ علم ظاہری و علم باطنی میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جانشین ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے علمی مقام و مرتبہ کا احاطہ کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت اور علمی مرتبہ کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی شہزادی اور لاڈلی بیٹی، خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کیا اور بوقت نکاح حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بھی اسے محبوب رکھتے ہیں۔

اخی احمد زوجِ زہرہ شہنشاہ ہر جن و انس
پدرِ شبر و شبیر مولا علی مولا علی

الغرض حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سو واقعات'' کو ترتیب دینے کا مقصد یہی ہے کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ ہوں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ بارگاہِ خداوندی میں التجا ہے کہ وہ اس عاجز کی کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں حقیقی معنوں میں سچا اور پکا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسعود قادری

مختصر حالات

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ''علی'' ہے اور کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب حیدر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابوطالب اور والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ رشتے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے تیس برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب ڈالا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک ''علی'' بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تجویز کردہ ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد ابوطالب چونکہ کثیر العیال تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش کی ذمہ داری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنبھال لی اور یوں آپ رضی اللہ عنہ نے کاشانہ نبوت اور آغوشِ نبوت میں پرورش پائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ابھی دس برس تھی اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کا نزول ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بچوں میں اسلام قبول کرنے والے سب سے پہلے ہیں جبکہ دین اسلام قبول کرنے والے اوّلین لوگوں میں سے ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی زندگی دین اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے وقف کردی اور ہر مشکل و مصیبت کی گھڑی

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ کھڑے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کفار کے ساتھ جنگوں میں بہادری کے ایسے ایسے جوہر دکھائے جو تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے درج کیے گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت فتنوں سے بھرپور ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کھڑے ہونے والے فتنوں کا سدباب کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کو شرپسندوں سے محفوظ بنانے کے لئے کوفہ کو مملکت اسلامی کا دارالخلافہ بنایا اور خود اپنے اہل وعیال کے ہمراہ کوفہ تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ پر ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ میں ابن ملجم نے بوقت نمازِ فجر قاتلانہ حملہ کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے اور پھر بالآخر ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو دارالامارت کوفہ میں مدفون کیا گیا۔

ایمان کی تکمیل محبت ہے علی کی
واللہ! عجب شوکت و عظمت ہے علی کی

○......○......○

قصہ نمبر ۱

ولادت کے متعلق پیشین گوئی

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں یمن میں ایک زاہد رہتا تھا جو ہر وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہتا تھا۔ اس زاہد کا نام مثرم بن وعیب تھا اور یہ زاہد یمن کے نام سے مشہور تھا۔ اس کی عمر ایک سو نوے سال تھی اور یہ اکثر اوقات یہ دعا کرتا تھا۔

"اے اللہ! اپنے حرم سے کسی بزرگ کو بھیج تاکہ میں اس کی زیارت سے مشرف ہوسکوں۔"

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس زاہد کی دعا قبول ہوئی اور جناب ابوطالب تجارت کی غرض سے یمن پہنچے اور اس زاہد سے ملاقات ہوئی۔ زاہد نے جب آپ کو دیکھا تو انتہائی تعظیم سے پیش آیا اور پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ جناب ابوطالب نے کہا میں تہامہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے پوچھا کون سے تہامہ؟ جناب ابوطالب نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ۔ زاہد نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ جناب ابوطالب نے جواب دیا کہ میرا تعلق بنی ہاشم بن عبد مناف سے ہے۔ زاہد نے جب جناب ابوطالب کی بات سنی تو بے اختیار آگے بڑھ کر بوسہ لیا اور کہا۔

"الحمد للہ! میری دعا قبول ہوئی اور مجھے حرمین شریفین کے خادم کی زیارت نصیب ہوئی۔"

پھر اس زاہد نے آپ سے نام دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ میرا نام

ابوطالب ہے۔ زاہد نے پوچھا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے تو جناب ابوطالب نے بتایا میرے والد کا نام عبدالمطلب ہے۔

زاہد نے جب حضرت عبدالمطلب کا نام سنا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا میں نے الہامی کتابوں میں پڑھا ہے کہ

''جناب عبدالمطلب کے دو پوتے ہوں گے جن میں سے ایک نبی ہوگا اور دوسرا ولی اللہ اور ان کا جو پوتا نبی ہوگا اس کے والد کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہوگا اور جو ولی ہوگا اس کے والد کا نام ابوطالب ہوگا۔ جب نبی تیس برس کے ہو جائیں گے اس وقت اللہ کا یہ ولی پیدا ہوگا اور اے ابوطالب! وہ نبی پیدا ہو چکے ہیں یا نہیں؟''

جناب ابوطالب نے کہا میرے بھائی عبداللہ کا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس وقت قریباً انتیس برس کا ہے۔ اس زاہد نے کہا۔

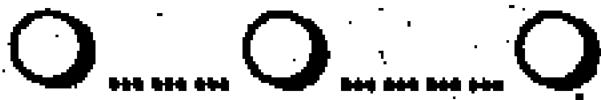
''آپ جب واپس جائیں تو انہیں میرا سلام کہیں اور کہیں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ پھر جب وہ نبی اس دنیا سے پردہ فرما جائیں گے تو پھر آپ کے بیٹے کی ولایت ظاہر ہوگی۔''

جناب ابوطالب نے اس زاہد کی بات سن کر فرمایا کہ میں اس حقیقت کو کیسے جان سکتا ہوں؟ اس زاہد نے کہا آپ وہ چیز چاہتے ہیں جس سے میری سچائی کا علم ہو؟ جناب ابوطالب نے ایک سوکھے درخت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا مجھے اس درخت سے تازہ انار چاہئیں؟ اس زاہد نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ

''اے اللہ! میں نے نبی اور ولی کی تعریف کی ان کے صدقے
میں مجھے تازہ انار عطا فرما۔''

چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت ہرا بھرا ہو گیا اور اس میں تازہ انار پک گئے۔ جناب ابوطالب نے وہ انار کھایا اور اس عابد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو مستند ذرائع سے روایت کیا ہے جس سے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کی ان کی پیدائش سے پہلے پیشگوئی کی گئی ہے۔



قصہ نمبر ۲

قبولِ اسلام کا واقعہ

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عبادت میں مصروف دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ہم خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں۔''

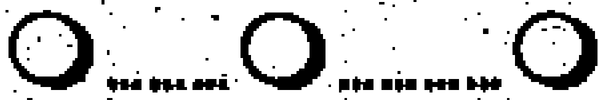
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یہ کیسی عبادت ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''یہ اللہ کا دین ہے اور اللہ نے مجھے اپنے دین کی تبلیغ اور لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے چنا ہے اور میں تمہیں اسی اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔''

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو حیران ہو گئے اور پوچھا کہ میں نے پہلے کبھی اس دین کے بارے میں کچھ نہیں سنا اس بارے میں فیصلہ کرنا مشکل نظر آتا ہے اس لئے میں اس بارے میں اپنے والد سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) تمہیں اس بات کا حق حاصل ہے لیکن ابھی تم اس بات کا ذکر کسی اور شخص سے نہ کرنا"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا کہ وہ اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے چنانچہ اس رات جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سونے کے لئے لیٹے تو وہ اس بات پر غور کرتے ہوئے سو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے قلب کو روشنی عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار سے مشورہ کئے بغیر اگلے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان سے عرض کیا کہ مجھے دائرہ اسلام میں داخل فرمالیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو کلمہ توحید پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔



قصہ نمبر ۳

اے علی (رضی اللہ عنہ)! تو میرا بھائی اور وارث ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد خفیہ طور پر اپنی تبلیغ جاری رکھی اور اس عرصہ میں کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ تین برس کی خفیہ تبلیغ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۂ الشعراء کی آیت ذیل نازل فرمائی جس میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوتِ اسلام دینے کا حکم ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

"(اے محبوب ﷺ)! اپنے رشتہ داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈرائیے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر اپنی قوم کو بلایا۔ جب تمام قریش جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟"

قریش نے بیک زبان ہو کر کہا ہاں! ہم اس بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا اور امانت دار پایا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تو پھر میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے

اور اگر ایمان نہ لائے تو عذابِ خداوندی تم پر نازل ہوگا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات سن کر قریش غصے میں آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر واپس لے گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قریش کے واپس جانے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص نے جلدی کی تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں تم بنی عبدالمطلب کو دعوت دو چنانچہ ایک دعوت کا انتظام کیا گیا جس میں بنی عبدالمطلب کو دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں جناب عبدالمطلب کے تمام بیٹے حضرت سیّدنا امیر حمزہ، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم، جناب ابوطالب اور ابولہب وغیرہ نے شرکت کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعوت کے اختتام پر ان حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے بنی عبدالمطلب! آج تک اہل عرب میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا جو مجھ سے بہتر پیغام دے، میں تمہیں اس پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ ایک روز ہم سب نے مرنا ہے اور مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے، اس وقت اعمال کا حساب لیا جائے گا اور نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ آگ اور عذاب ہے۔

اے بنی عبدالمطلب! تم جانتے ہو کہ میں کمزور ہوں اور مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہے پس جو میری مدد کے لئے کھڑا ہوگا وہ میرا بھائی ہوگا۔ اب تم میں سے کون ہے جو میری اس دعوت کو قبول کرے؟"

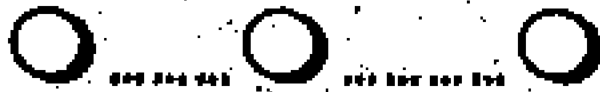
حضور نبی کریم ﷺ کی اس دعوت کو سن کر بنی عبدالمطلب نے منہ پھیر لئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بلاخوف وخطر گویا ہوئے۔

"یا رسول اللہ ﷺ! بے شک میں عمر میں اس وقت چھوٹا ہوں،
کمزور ہوں مگر میں آپ ﷺ کی مدد کروں گا اور جو بھی آپ
ﷺ سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس بات کی جواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تو میرا بھائی اور وارث ہے۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کم سنی اور ان کی جسمانی کمزوری کا ابولہب نے مذاق اڑانا شروع کر دیا لیکن وہ بدبخت، آپ رضی اللہ عنہ کی قوتِ روحانی کا ادراک کرنے سے قاصر تھا۔



واقعہ نمبر ٤

شب ہجرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر آرام فرمانا

جب حضور نبی کریم ﷺ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم ملا تو آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا اور میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرنے والا ہوں۔ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچا دینا۔ مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں۔ تم میری یہ چادر اوڑھ لو اور میرے بستر پر لیٹ جاؤ''

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی چادر اوڑھی اور بستر پر لیٹ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ خاموشی کے ساتھ گھر سے نکلے اور مشرکین مکہ کو اس کی خبر نہ ہوئی اور وہ رات بھر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیے رہے مگر جب صبح ہوئی تو انہیں خبر ہوئی کہ

حضور نبی کریم ﷺ تو یہاں سے جا چکے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور ایک مٹھی خاک ان کفار کے منہ پر ماری جس سے ان کی قوتِ بصارت زائل ہوگئی اور آپ ﷺ آسانی سے باہر نکل گئے۔ پھر ایک شخص ان کفار کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کا انتظار کرتے ہو جبکہ وہ مکہ مکرمہ کی حدود سے باہر نکل چکے ہیں۔ کفار گھر کے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے چادر کھینچی تو آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق دریافت کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری امانتیں لوٹانے کے لئے یہاں موجود ہوں اور تمہیں علم ہونا چاہئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کہاں گئے ہیں جبکہ تم باہر پہرہ دے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر کافر شرمندہ واپس لوٹ گئے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں اپنی زندگی میں ایک رات ہی اطمینان سے سویا جب مجھے علم تھا کہ میں صبح ضرور اٹھوں گا؟ لوگوں نے دریافت کیا وہ کون سی رات ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شب ہجرت جب حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تم صبح لوگوں کی امانتیں انہیں لوٹا کر ہجرت کرنا۔

واقعہ نمبر ۵

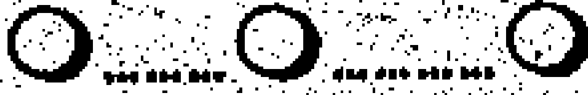
اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہجرتِ مدینہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مساوات اخوت کا رشتہ قائم کیا لیکن میرے ساتھ ایسا کچھ معاملہ نہیں کیا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم دنیا و آخرت میرے بھائی ہو۔''



واقعہ نمبر ۶

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے نکاح

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی جواب دیا کہ مجھے حکم الٰہی کا انتظار ہے۔ ایک دن حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم محو گفتگو تھے اور گفتگو کا موضوع تھا کہ ہمارے سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم ﷺ کی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی ہے لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں لیکن وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تاکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں۔

چنانچہ یہ حضرات اسی وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو انہیں پتہ چلا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچیں تو انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے ان کی دختر نیک اختر کا رشتہ مانگیں انہیں یقین ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کی

جانثاری اور شرافت کی بناء پر انہیں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ دے دیں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان اکابر صحابہ کی تحریک پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آ جانا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑے ہوں چنانچہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفۃً دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید فرمائیں۔

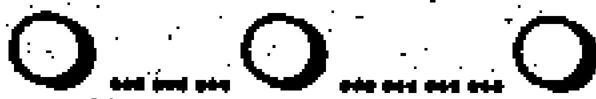
حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

کا نکاح پڑھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے پہلی ہجری میں ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے نکاح کا پیغام سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوتی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی مطلع کیا ہے کہ میں اپنی لاڈلی بیٹی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تمام مہاجرین وانصار میں منادی کروا دو کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائیں چنانچہ مہاجرین و انصار کی ایک کثیر تعداد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔



واقعہ نمبر ۷

خاندان کے بہترین شخص

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہاری شادی خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کی ہے۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوبیاہتا جوڑے کو دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

''الٰہی! ان دونوں میں محبت پیدا فرمانا ورانہیں ان کی اولاد کی برکت عطا فرمانا اور ان کو خوش نصیب بنانا، ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمانا اور ان کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرمانا۔''



واقعہ نمبر ۸

ہم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا

رمضان المبارک ۲ھ میں بدر کے مقام پر حق و باطل کا پہلا معرکہ پیش آیا۔ بدر، مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں کا نام ہے جہاں ایک کنویں کے نام بدر سے اس گاؤں کا نام بدر مشہور ہوا۔ غزوۂ بدر میں لشکرِ اسلام کی تعداد تین سو تیرہ تھی جن کے پاس ستر اونٹ اور تین گھوڑے تھے جبکہ کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان بھی وافر موجود تھا۔ بدر کا معرکہ اصل میں مہاجرین مکہ کے لئے سخت آزمائش تھی کیونکہ ان کے باپ، بھائی، اولاد اور عزیز و اقارب ان کے مقابلے میں تھے لیکن ان مجاہدین نے اپنے خونی رشتوں کی بجائے اپنے دین اور مذہب اسلام کو ترجیح دی اور ان کے مقابلے میں صف آراء ہوئے۔

غزوۂ بدر کا آغاز اس وقت کے جنگی قواعد و ضوابط کے مطابق پہلا فرداً فرداً ہوا۔ میدانِ جنگ میں کفار کی جانب سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ میدانِ جنگ میں اترا۔ ان تینوں سے مقابلے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے تین انصاری نوجوانوں کو میدانِ جنگ میں اتارا۔ عتبہ نے جب ان انصاریوں کو دیکھا تو اس نے للکار کو حضور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے مقابلے میں ہمارے بھائیوں (چچا زاد) کو میدانِ جنگ میں بھیجیں جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ان تینوں انصاری نوجوانوں کو واپس بلایا اور حضرت سیّدنا امیر حمزہ، حضرت سیّدنا علی

المرتضیٰ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو میدان میں بھیجا۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اس وقت ضعیف تھے اور ان کی عمر اس وقت قریباً اسی برس تھی لیکن آپ رضی اللہ عنہ جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا مقابلہ عتبہ سے ہوا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید سے ہوا اور حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اپنے مدمقابل کی گردنیں اڑا دیں۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن ربیعہ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ باوجود ضعیف ہونے کے اس کا مقابلہ بڑی بہادری سے کر رہے تھے، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا فیصلہ نہیں ہو رہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عتبہ کی گردن اڑا دی جس کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں لشکر اسلام کی مدد فرمائی اور لشکر اسلام نے کفار کے لشکر کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے اختتام پر کُفار کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر ان کو ایک ایک کر کے پکارنا شروع کیا اور فرمایا۔

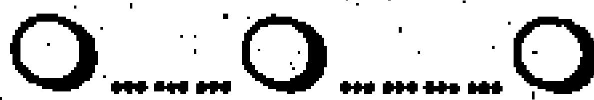
''کیا تم لوگوں نے اپنے رب کا وعدہ سچا نہیں پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک اور سچ پایا ہے۔''

○...○...○

واقعہ نمبر ۹

غزوۂ احد میں شجاعت کا مظاہرہ

غزوۂ احد میں جب لشکر اسلام اور مشرکین آمنے سامنے ہوئے تو مشرکین کی جانب سے ابوسعد بن ابی طلحہ لشکر سے باہر نکلا اور اس نے مغرورانہ انداز میں لشکر اسلام کو للکارا اور کہا کہ کون بہادر ہے جو میرا مقابلہ کرے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ ملتے ہی ابوسعد بن ابی طلحہ پر لپک کر ایک ایسا وار کیا کہ وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس کو یوں بے پردہ دیکھا تو اسے چھوڑ کر واپس لوٹ گئے اور اسے مارنا مناسب نہ سمجھا۔



واقعہ نمبر ۱۰

بنو نضیر کے ماہر تیر انداز کا سر قلم کرنا

مدینہ منورہ کے نواح میں ایک قبیلہ بنو نضیر آباد تھا جو ہجرت مدینہ کے بعد سے ہی قریش مکہ کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعے اپنے روابط رکھے ہوئے تھے اور بنو نضیر کو مدینہ منورہ میں دین اسلام کی ترقی اور فروغ سے شدید حسد تھا اور وہ ہر وقت حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے ناپاک منصوبے بناتے رہتے تھے۔ غزوۂ احد کے موقع پر عبداللہ بن ابی سلول منافق جس نے لشکر اسلام کے ساتھ غداری کی تھی اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا تھا اور بنو نضیر کے ہاں مقیم تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ احد کے بعد بنو نضیر کو ان کی سازشوں اور عبداللہ بن ابی سلول منافق کو اس کے دھوکے کی سزا دینے کے لئے لشکر اسلام کے ہمراہ بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ بنو نضیر قلعہ بند ہو گئے اور لشکر اسلام کا یہ محاصرہ پندرہ دن تک جاری رہا۔ پندرہ دن بعد بنو نضیر کا ماہر تیر انداز "غزوا" اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ مقابلے کی غرض سے قلعہ سے باہر نکلا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس کا مقابلہ کیا اور اس کا سر قلم کر کے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔

○......○......○

قصہ نمبر ۱۱

عمرو بن عبدو کا سر تن سے جدا کر دیا

غزوۂ خندق کے موقع پر جب خندق کی کھدائی مکمل ہو گئی تو حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خندق کی مختلف جگہوں پر تعینات کیا گیا تا کہ کفار کی جانب سے کوئی خندق پار نہ کر سکے۔ خندق کی مغربی سمت حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تعینات تھے۔ اس دوران عرب کا مشہور شہسوار عمرو بن عبدو اس جانب سے خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ عمرو بن عبدو کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اکیلا سو کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو للکارا اور فرمایا۔

"اے عبدو کے بیٹے! مجھے معلوم ہے کہ تو نے اعلان کر رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تجھ سے دو باتوں کا مطالبہ کرے تو ایک بات تو ضرور مان لے گا؟"

عمرو بن عبدو نے مغرورانہ لہجے میں کہا ہاں! میں نے اعلان کر رکھا ہے۔

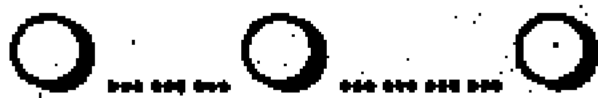
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے دعوتِ اسلام دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن عبدو نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تو پھر میری دوسری بات یہ ہے کہ آ اور مجھ سے مقابلہ کر۔"

عمرو بن عبدو بولا میرے تمہارے والد کے ساتھ اچھے تعلقات تھے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم میری تلوار کا نشانہ بنو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''مگر میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تو میری تلوار سے جہنم واصل ہو۔''

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر عمرو بن عبدو غصے میں آ گیا اور تلوار لہراتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور دوسرے ہی لمحے عمرو بن عبدو کا سر تن سے جدا ہو گیا۔



قصہ نمبر ۱۲

معاہدہ حدیبیہ کی تحریر لکھنا

یکم ذی الحجہ ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے جو کہ حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔ حدیبیہ گاؤں مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا ان کی اونٹنی اس مقام سے آگے بڑھنے میں انکاری ہے تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔ حدیبیہ میں قیام کے دوران ہی حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے اِن کی آمد کو غلط انداز میں لیا ہے اور وہ ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تا کہ وہ معززین مکہ کو جا کر بتائیں کہ ہم صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی جن کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھر روانہ ہو گئے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید بن العاص کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام ابوسفیان اور دیگر معززین مکہ کو پہنچایا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس پیغام کے جواب میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تمہیں بیت اللہ شریف کے طواف کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر لشکر اسلام کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہ کروں گا جب تک حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرلیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں پتہ چلا تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی کہ جب تک ہم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔

اس بیعت میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

"اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں

اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا
پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس کا
وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے
اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو اجر عظیم
عطا فرمائے گا۔"

جب معززین مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی صلح کے لئے ایک وفد سہیل بن عمرو کی قیادت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔

سہیل بن عمرو نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اس معاہدہ کو یا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

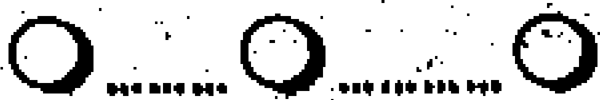
سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمك۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم

باسمك اللھم

لکھ لو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

لکھو۔ سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا جائے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا میں یہ نہیں کر سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہوں۔ جب معاہدہ تحریر ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح اس پر دستخط کیے۔



قصہ نمبر ۱۳

فاتح خیبر

معاہدہ حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو اس بات پر اطمینان ہو گیا کہ اب کچھ عرصہ تک مشرکین مکہ کی جانب سے کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا تو آپ ﷺ نے اب مدینہ منورہ کے اطراف میں واقع ان سازشی قبائل کی جانب اپنی توجہ مرکوز فرمائی جو آئے دن مدینہ منورہ کا سکون برباد کرنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے خیبر کا رخ کیا۔ خیبر شہر میں کئی بلند ٹیلے اور پہاڑ تھے اور یہ خالصتاً یہودی بستی تھی اور ان یہودیوں نے خیبر میں بے شمار قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔ خیبر، مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے قریباً سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے وہ بھی اس لشکر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔

لشکر اسلام نے سب سے پہلے خیبر کے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام کے ایک گروہ نے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور بالآخر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ قلعہ ناعم کے بعد لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ قلعہ قموص کے علاوہ خیبر

کے تمام قلعے فتح کر لئے۔ قلعہ قموص کا شمار خیبر کے سب سے مضبوط قلعوں میں ہوتا تھا اور اس قلعے میں یہودیوں کا سردار مرحب رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو حکم دیا کہ وہ قلعہ قموص کا محاصرہ کر لیں۔ لشکر اسلام نے قلعہ قموص کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر کئی تابڑ توڑ حملے کیے لیکن فتح نصیب نہ ہوئی اور انہیں یہودیوں کی جانب سے بھی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا کئی روز کے محاصرے اور تابڑ توڑ حملوں کے باوجود قلعہ فتح نہیں ہو رہا تو آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ

"کل میں علم اس شخص کو عطا کروں گا جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اس شخص کے ہاتھوں قلعہ فتح فرمائے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ علم اسے عطا ہو۔ اگلے روز جمعہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد دریافت کیا کہ علی (رضی اللہ عنہ) اس وقت کہاں ہے؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ ابھی تک آشوب چشم کے مرض میں مبتلا تھے اور اسی وجہ سے جنگ میں عملی طور پر حصہ بھی نہ لے سکے تھے انہیں بلایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا علی (رضی اللہ عنہ) کیسے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آنکھیں دکھتی ہیں اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ)! میرے نزدیک آجاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک آ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن نکالا اور اسے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگایا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی تکلیف جاتی رہی اور ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ

نے جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کو عطا کرتے ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن لگانے کے بعد مجھے کبھی آنکھوں کی کوئی بیماری نہ ہوئی بلکہ میری آنکھیں پہلے سے زیادہ روشن ہو گئیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ قلعہ قموص کے دروازے پر پہنچے اور جھنڈا دروازے کے پاس گاڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس دوران ایک یہودی نے قلعہ کی چھت سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی طالب ہوں۔ اس یہودی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو کانپ اٹھا اور کہنے لگا تورات کی قسم! یہ شخص قلعہ فتح کیے بغیر ہرگز نہیں جائے گا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ قموص پر حملہ کیا تو یہودیوں کے سردار مرحب کا بھائی حارث کئی یہودیوں کے ہمراہ مقابلے کے لئے نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور لشکر اسلام نے باقی کے تمام یہودیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ مرحب کو جب اپنے بھائی کے قتل کی خبر ہوئی تو وہ غیظ وغضب کے عالم میں ایک لشکر کے ہمراہ قلعہ قموص سے باہر نکلا اور بآوازِ بلند کہنے لگا۔

"خیبر مجھے جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سلح پوش ہوں، بہادر اور تجربہ کار ہوں۔"

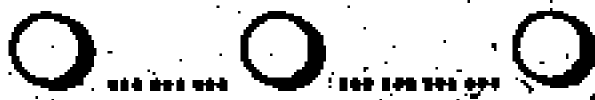
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

"میں وہ ہوں میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا اور میں دشمنوں

کو نہایت تیزی سے قتل کرتا ہوں۔''

مرحب نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو غصے میں اس نے تلوار کا وار کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے روک لیا اور اس پر جوابی وار کیا اور ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا۔ مرحب کی لاش گرتے ہی لشکر اسلام نے یہودی لشکر پر حملہ کر دیا جس سے بے شمار یہودی مارے گئے اور باقی جو بچ گئے وہ قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔

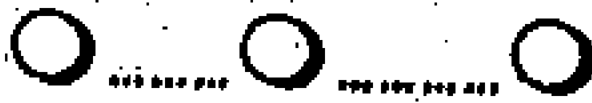
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا بھاری بھرکم دروازہ اکھاڑ پھینکا اور لشکر اسلام قلعہ قموص میں داخل ہو گیا۔ یہودیوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے امان طلب کی اور آئندہ سے بدعہدی سے توبہ کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ کی شرط پر ان سے صلح کر لی۔



قصہ نمبر ۱۴

قبیلہ طے کا بت خانہ مسمار کیا

۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک سو پچاس سواروں کے ہمراہ قبیلہ طے کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ قبیلہ طے کے بت خانے کو مسمار کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ اس تیز رفتاری سے قبیلہ طے پر حملہ آور ہوئے کہ انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قبیلہ طے کا بت خانہ جلا کر راکھ کر دیا جبکہ قبیلہ طے والے فرار ہو گئے۔ اس معرکہ میں بے شمار مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ قبیلہ طے کا حاکم عدی بن حاتم شام کی جانب فرار ہو گیا جبکہ قبیلہ طے کے مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی کو لشکر اسلام نے قیدی بنایا جسے مدینہ منورہ میں لا کر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اسے قید خانے میں رکھا گیا۔



قصہ نمبر ۱۵

آپ رضی اللہ عنہ ہارون علیہ السلام کی مثل ہیں

۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ عیسائی رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے اور تبوک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا لیکن اس معرکہ میں لڑائی نہ ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ بیس روز تک تبوک میں ٹھہرے رہنے کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ اس معرکہ کے لئے روانہ ہوتے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے پہلی مرتبہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ نہیں رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی مدینہ منورہ سے لشکر لے کر نکلے تھے کہ منافقوں نے باتیں کرنی شروع کر دیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ساتھ نہیں لے گئے کہ انہیں آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت ناگوار گزرتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موضع ترف پہنچے اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارا مقام میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا اور فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

قصہ نمبر ۱۶

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی جھوٹ نہیں بولتے

روایات کے مطابق جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر اسلام کو خفیہ تیاریوں کا حکم دیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ لشکر اسلام مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط ایک عورت کو دیا جو اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی اس بات کی اطلاع دی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور انہیں اس عورت کا حلیہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ فلاں جگہ یہ عورت تمہیں ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے تم وہ خط لے کر آ جاؤ۔ جب یہ تمام حضرات اس عورت کے پاس پہنچے تو اس عورت سے خط کے بارے میں دریافت کیا۔ اس عورت نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

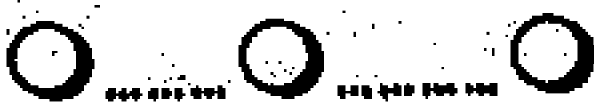
"اللہ تعالیٰ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔"

پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے میان سے تلوار نکالی اور اس عورت کو قتل کرنے کی دھمکی دی جس پر اس عورت نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ خط لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے وہ خط پڑھا تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ یہ خط حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس خط کو تحریر کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہ تھا کہ میں منافق ہو گیا ہوں یا مرتد ہو گیا ہوں میں آج بھی آپ ﷺ پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں میں نے یہ خط صرف اس لئے تحریر کیا تا کہ قریش پر میرا حق ثابت ہو جائے اور وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت سے غافل نہ ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے اس سچ پر انہیں معاف فرما دیا۔



قصہ نمبر ۱۷

اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نبوت کا بوجھ اٹھا لو گے

فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ جس بت کی جانب اشارہ فرماتے تھے وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا تھا۔ جب تمام بت ٹوٹ گئے تو ایک بت جو کہ سب سے بلند جگہ نصب تھا اس کو توڑنے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دو۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نبوت کا بوجھ اٹھا لو گے۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر خاموش ہو گئے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیا۔



قصہ نمبر ۱۸

آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے

ایک روایت کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! تمام پردے ہٹ چکے ہیں اور میرا سر عرش کے قریب ہے اور آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تمہیں جو کام کہا گیا ہے تم وہ کرو۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بت کو توڑ دیا اور چھلانگ لگا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں سے نیچے اتر آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیسے تکلیف ہوتی جبکہ تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کندھوں پر تھا اور تجھے اتارنے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔"

قصہ نمبر ۱۹

نقیب اسلام

غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قافلہ لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ اس سے قبل بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کوئی اہم ذمہ داریاں سونپتے رہے تھے اور اب آپ رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر حج کے تمام فرائض ادا کئے اور اپنے ساتھیوں کے کھانے پینے اور سونے کا برابر انتظام کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو اس طریقے سے منظم کیا کہ دشمنانِ اسلام یہی سمجھتے رہے کہ مسلمان تعداد میں زیادہ ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم مقامِ عرج پر پہنچے تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز کے لئے پکارا اس دوران ہم نے اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ ہم سے فرمانے لگے کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی آواز ہے اور ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خود ہوں۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ خود ہوں تو ہم ان کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیسے آئے ہو کیا قاصد بن کر آئے ہو یا قائد بن کر؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں قائد نہیں قاصد بن کر آیا ہوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سورۂ توبہ دے کر بھیجا ہے کہ میں یہ حج کے دن لوگوں کو سناؤں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے اور بیت اللہ شریف کا طواف کر کے فارغ ہوئے تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی اور اعلان کیا کہ اب کوئی بھی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہوگا، کوئی شخص برہنہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے گا۔ پھر جب عرفہ کے دن حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کا خطبہ دیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورۂ توبہ کی ایک مرتبہ پھر تلاوت فرمائی۔ پھر جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قربانی کا حکم دیا تو قربانی کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پھر سورۂ توبہ کی تلاوت کی اور پھر جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سعی کا طریقہ بتایا اور سعی کرنے کا حکم دیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سعی کے بعد پھر سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی۔ یوں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق چار مرتبہ سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نقیب اسلام مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کو معلم بنایا اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی دیئے۔

O......O......O

قصہ نمبر ۲۰

اے اللہ! علی (رضی اللہ عنہ) کے سینہ کو کشادہ فرما

۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ ملک یمن روانہ کیا۔ اس مہم میں روانگی کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور سیاہ علم ان کے سپرد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے اہل کتاب کے پاس بھیج رہے ہیں، میں جوان ہوں ان لوگوں کے متعلق فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی۔

"اے اللہ! علی (رضی اللہ عنہ) کے سینہ کو کشادہ فرما اس کی زبان راست گو بنادے اور اس کے دل کو نورِ ہدایت سے منور فرمادے۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ملک یمن روانہ ہوئے اور لوگوں کو دعوت حق دی جس کو اہل یمن نے قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں سے بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

قصہ نمبر ۲۱

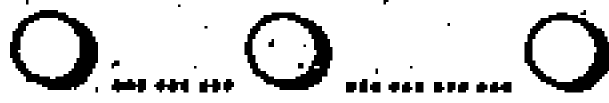
نجران کے نصاریٰ کو مشورہ

۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے عرب کے مختلف قبائل اور ہمسایہ ممالک کے سربراہان کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے مختلف خطوط ارسال کیے۔ ایسا ہی ایک خط حضور نبی کریم ﷺ نے نجران کے نصاریٰ کو بھی تحریر فرمایا جس کے جواب میں نصاریٰ کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ ان لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں اور ریشمی لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ یہ لوگ جب اس حالت میں مسجد نبوی ﷺ میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا اور ان کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ نصاریٰ کا یہ وفد مایوس ہو کر مسجد نبوی ﷺ سے نکلا تو ان کی ملاقات حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔ وفد نے ان حضرات سے شکوہ کیا کہ آپ لوگ پہلے تو ہمیں دعوت دیتے ہیں اور جب ہم حاضر ہوتے ہیں تو ہم سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پکارا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی اس معاملے میں کیا رائے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میری رائے تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی سونے کی انگوٹھیاں اور

ریشمی لباس اتار کر سادہ لباس میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملیں۔''

چنانچہ نصاریٰ کے اس وفد نے ریشمی لباس تبدیل کر کے سادہ لباس زیب تن کیا اور اپنی سونے کی انگوٹھیاں بھی اتار دیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی جانب توجہ فرمائی اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔



قصہ نمبر ۲۲

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج کرنا

ملک یمن کے کامیاب سفر کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو راستے میں آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ بھی مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ مکہ مکرمہ کی حدود میں پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے احرام باندھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے سفر کی تمام تفصیلات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہا اور فرمایا علی (رضی اللہ عنہ)! بیت اللہ کا طواف کرو اور اپنا احرام کھول دو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے احرام باندھتے وقت نیت کی تھی کہ اے اللہ! میں وہ احرام باندھ رہا ہوں جو تیرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تیرے پاس قربانی کے جانور ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے پاس قربانی کا کوئی جانور نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے جانوروں میں شریک فرما لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا اور مناسک حج سے فارغ ہونے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب سے قربانی کے لئے جانور پیش کیا۔

قصہ نمبر ۲۲

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگ ہجوم کی صورت جمع ہوئے اور رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فرشتوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کو جھٹلا دیا، بعض گونگے ہو گئے اور طویل مدت کے بعد بولنا شروع کیا، بعض لوگوں کی حالت خراب ہو گئی اور وہ بے معنی باتیں کرنے لگے، بعض حواس باختہ ہو گئے اور بعض غم سے نڈھال ہو گئے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا انکار کر دیا تھا، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو کر بیٹھ گئے اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے تھے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کیا اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح چالیس دن کے لئے اپنی قوم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور چالیس دن بعد واپس لوٹ آئیں گے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو اس وقت بنی حارث بن خزرج میں

موجود تھے انہیں جب حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر ملی تو فوراً تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ماتھے کا بوسہ لیا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دوبارہ موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ ﷺ وصال فرما گئے۔"

پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

"اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد ﷺ وصال فرما گئے اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا تھا تو جان لے وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کو جانتا نہ تھا۔

O.......O.......O

قصہ نمبر ۲۴

اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو گے

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال سے قبل اپنے اہل بیت کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

”اے علی (رضی اللہ عنہ)! فلاں کے چند درہم میرے ذمہ واجب ہیں جو میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لشکر کے لئے ادھار لئے تھے تم انہیں ادا کر دینا۔

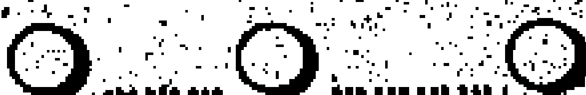
اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم آج کے بعد مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو گے۔ میرے بعد تم پر بے شمار مصیبتیں نازل ہوں گی تم ان مصائب کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کو اختیار کرنا پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کر لینا۔“

○...○...○

قصہ نمبر ۲۵

غسل کے قطروں کو فرطِ جذبات سے چاٹ لیا

حضور نبی کریم ﷺ کے غسل اور تجہیز و تکفین کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جس جگہ وصال فرماتا ہے اسی جگہ مدفون کیا جاتا ہے اور جہاں تک غسل کا معاملہ ہے تو یہ حق اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا ہے چنانچہ حضرت سیّدنا عباس، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیّدنا فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات تھے انہیں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرطِ جذبات میں چاٹ لیا۔



قصہ نمبر ۲۶

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی۔

ابن جبر اور سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ کیا تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا چھوٹا گھرانا غالب آ گیا؟ اگر تم چاہو تو میں سواروں اور پیادوں کا لشکر جمع کروں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن رہے لیکن تمہاری یہ دشمنی اسلام کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ بے شک ہم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس منصب کا اہل پایا اور ہم نے ان کے دست حق پر بیعت کی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک منافق لوگ ایسی قوم ہیں جو ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں اور ہم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اس لئے کی کہ وہ اس امر کے اہل تھے۔

قصہ نمبر ۲۷

ایک اعرابی کے سوالوں کے جوابات

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے قریباً دس دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی ﷺ کے دروازے پر آیا۔ اس اعرابی نے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا۔ اس اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال پر افسوس کرتے ہوئے دریافت کیا حضور نبی کریم ﷺ کے وصی کون ہیں؟ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کر دیا۔ اس اعرابی نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب توجہ کرتے ہوئے سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس اعرابی کو اس کے نام سے پکارا۔ اعرابی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے منہ سے اپنا نام سنا تو وہ حیران ہو گیا اور پوچھنے لگا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو میرے نام کے متعلق کیسے معلوم ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے تمہارے نام اور تمہارے حال کی خبر دی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا نام مضر ہے اور تم عرب سے تعلق رکھتے ہو۔ تم نے اپنے قبیلے کو حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر دیتے ہوئے کہا تھا کہ تہامہ میں ایک آدمی کھڑا ہو گا جس کے رخسار چاند سے زیادہ روشن ہوں گے اور اس کی گفتگو شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہو گی، وہ خچر پر سواری کرے گا، اپنے کپڑوں اور جوتوں کو خود پیوند لگائے گا، زنا، شراب خوری، سود اور ناحق قتل کو حرام قرار دے گا، وہ خاتم الانبیاء ہو گا اور وہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والا ہو گا، بیت اللہ شریف کا حج کرے گا، نماز پنجگانہ ادا کرے گا،

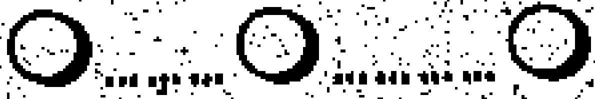
اے گروہ! اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ پھر تمہاری قوم نے تمہاری ان باتوں کو سن کر تمہیں قید میں ڈال دیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو تیری قوم سیلاب سے غرق ہوگئی اور تجھے قید خانہ سے رہائی نصیب ہوئی۔ پھر تیرے کانوں میں غیبی آواز آئی اے مضر! محمد رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملنے مدینہ منورہ جا اور حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کر۔

اس اعرابی نے جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبانی تمام حال سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور عرض کیا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سوال پوچھو میں انشاء اللہ تمہیں شافی جواب دوں گا۔

اس اعرابی نے پہلا سوال پوچھا کہ وہ کون سا نر ہے جس کا باپ اور ماں نہیں ہے؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے پھر پوچھا وہ کون سی مادہ ہے جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ وہ کون سا نر ہے جو بغیر نر کے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ وہ کون سی قبر ہے جس نے صاحب قبر کو سیر کروائی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ مچھلی جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے اور وہ انہیں تین دن لئے پھرتی رہی۔ اس اعرابی نے پوچھا وہ کون سا جسم ہے جس نے ایک بار کھایا مگر دوبارہ نہیں کھایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جس نے سانپ بن کر فرعون کے جادوگروں کے جادو کو ہضم کیا۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ وہ زمین کا کون سا حصہ ہے جہاں ایک مرتبہ سورج کی کرنیں پڑیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دریائے نیل کی وہ

سطح جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ظاہر ہوئی۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ وہ کون سا پتھر ہے جس سے جاندار پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ اس اعرابی نے پوچھا وہ کون سی عورت ہے جس نے تین ساعت میں بچہ پیدا کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت مریم علیہا السلام۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ وہ کون سے دو دوست ہیں جو دشمن نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسم اور جان۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ وہ کون سے دو دشمن ہیں جو کبھی دوست نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زندگی اور موت۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ شے کیا ہے اور لا شے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شے مومن ہے اور لا شے کافر ہے۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ رحم میں سب سے پہلے کون سا اعضاء بنتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا انگشت شہادت۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ قبر میں سب سے آخر میں کون سی چیز مٹی ہوتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ کے سر کی ہڈی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب اس اعرابی کے سوالات کے شافی جوابات اسے دیئے تو اس نے بے اختیار آپ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چوم لیا۔



قصہ نمبر ۲۸

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو واپس نہ لوٹایا

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور امر خلافت کو واپس لوٹا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطاب کے بعد گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ تین دن تک مسلسل اپنے گھر سے نکلتے اور یہ کہہ کر واپس چلے جاتے کہ میں نے تمہاری بیعت کو واپس کیا۔ اس دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور فرماتے۔

”بے شک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ مقدم رکھا ہے ہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھتے ہیں پس کون ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کو اس منصب سے ہٹائے۔“



قصہ نمبر ۲۹

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر مسکرانا

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے کچھ عرصہ بعد میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نمازِ عصر پڑھ کر باہر نکلا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ اس دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک سے ہوا جو اس وقت چند لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھالیا اور پیار کرتے ہوئے فرمایا۔

"میرے باپ کی قسم! تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہو اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہو۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو مسکرا دیئے۔



قصہ نمبر ۳۰

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چار باتوں کی وجہ سے مجھ پر فوقیت ہے

حضرت ابوزناد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا جو انہوں نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ پر فوقیت دی اور ان کے دست حق پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر تو قریشی ہے تو اللہ سے معافی مانگ اور اگر مومن اللہ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مجھ پر چار باتوں کی وجہ سے فوقیت حاصل تھی۔ اول وہ امام بننے میں مجھ پر سبقت لے گئے، دوم ہجرت کے وقت یارِ غار بنائے گئے، سوم دین اسلام کی اشاعت انہی کی وجہ سے ہوئی اور چہارم اللہ تعالیٰ نے سوائے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام انسانوں کی مذمت فرمائی۔''

قصہ نمبر ۳۱

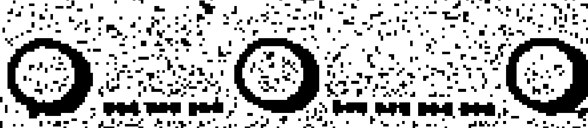
سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراضگی ختم کرنا

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جب مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اندر جا کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مسلمانوں کے خلیفہ تمہاری عیادت کے لئے آئے ہیں اگر کہو تو انہیں اندر بلا لوں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا حال دریافت کیا اور فرمایا۔

"اللہ کی قسم! میں نے اپنے گھر، اپنے مال اور اپنے خاندان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا"۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد اپنی ناراضگی ختم کر دی۔



قصہ نمبر ۳۲

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال پر آنسو بہانا

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ روتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔

"ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایمان میں سب سے مخلص اور یقین میں پختہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی جب کہ کوئی ان پر ایمان نہ لایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی سرپرستی فرمانے والے تھے اور سیرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ رضی اللہ عنہ کو "صدیق" کے لقب سے یاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام کا قلعہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی دلیل قوی تھی۔



قصہ نمبر ۳۲

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت پر ثابت قدم رہنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم وادیٔ حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھرے کہ واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا کہ کہاں جاتے ہو میری جانب آؤ میں اللہ کا رسول ہوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پکار کا بھی کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی بھاگے جا رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد کے علاوہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد میں سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیّدنا عباس، حضرت سیّدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

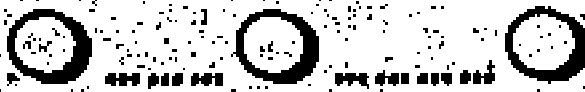
قصہ نمبر ۳۴

دختر سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسے حضرت سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! خدا کی قسم کوئی آدمی روئے زمین پر ایسا نہیں جتنا میں سیّدہ امِ کلثوم رضی اللہ عنہا کی کرامت اور بزرگی کا منتظر ہوں۔"

چنانچہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حق مہر چالیس ہزار درہم ادا کیا۔

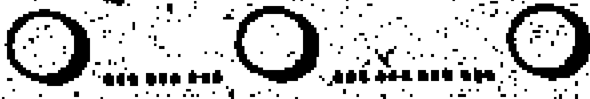


قصہ نمبر ۳۵

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وظیفہ تجویز فرمانا

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہونے سے پہلے تجارت کیا کرتے تھے جس کے ذریعے وہ اپنے اہل وعیال کے گزر بسر کا انتظام کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر خلافت کا بوجھ آیا تو تجارت کو مزید جاری رکھنا ممکن نہ رہا چنانچہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح بیت المال سے وظیفہ لینے کی تجویز پیش کی۔

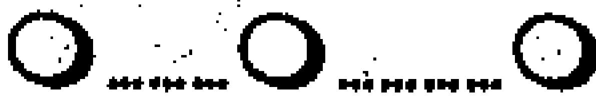
حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے وہی وظیفہ مقرر کیا جو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر تھا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یہ وظیفہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ناگزیر ہوگیا اور گزر بسر میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں اضافہ کی درخواست دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کی جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں اضافہ کی منظوری دے دی۔



قصہ نمبر ۳۶

لشکر اسلام کی فتح کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی نصرت پر ہے

معرکہ نہاوند میں جب ایرانی لشکر کی لاکھوں کی تعداد کے بارے میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے خود جہاد کے لئے نکلنا چاہا لیکن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر نہ جائیں لشکر اسلام کی فتح کا دارومدار کثرت پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرماتا ہے۔



قصہ نمبر ۳۷

بُرے الفاظ میں تذکرہ کرنے والا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا ہے

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر چلے گئے اور اس شخص سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ روضہ کس کا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ یہ روضہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو تو جس شخص کے بارے میں برا بھلا کہتا ہے وہ ان کے خاندان کا فرد ہے، ان کا چچا زاد بھائی ہے اور ان کا داماد ہے، اگر تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اچھے الفاظ میں نہیں کرتا تو تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ ان کو بھی تکلیف پہنچاتا ہے۔

○...○...○

قصہ نمبر ۳۸

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمانا

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ایک صبح حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ایک اونٹ پر سوار چلے جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا امیر المومنین! کہاں جارہے ہیں؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ گم ہوگیا ہے اسے تلاش کررہا ہوں۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے بعد میں آنے والے خلفاء کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا۔

"اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! مجھے ملامت نہ کرو رب ذوالجلال کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر دریائے فرات کے کنارے ایک سالہ بھیڑ کا بچہ بھی مر جائے تو قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے مواخذہ ہوگا کیونکہ اس امیر کی کوئی عزت نہیں جس نے مسلمانوں کو ہلاک کردیا اور نہ ہی اس بدبخت کا کوئی مقام ہے جس نے مسلمانوں کو خوفزدہ کیا۔"

قصہ نمبر ۳۹

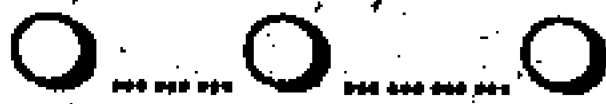
حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی امرِ خلافت کے لئے چھ نامزدگیاں

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ رضی اللہ عنہ سے خلیفہ کی نامزدگی کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تم جا کر حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ جب یہ حضرات خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"میں خلافت کا امر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال کے وقت تم سب سے راضی تھے اس لئے میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر لو۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے میرے بھائیوں کو بلاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ عثمان،

علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن اور سعد رضی اللہ عنہم ہیں چنانچہ ان حضرات کو بلایا گیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تم چھ کے علاوہ کسی کو اس امر کے لائق نہیں پاتا اور جب تک تم میں استقامت رہے لوگوں کا امر بھی استقامت پر رہے گا نیز فرمایا کہ میرے وصال کے بعد ان سب کو ایک کمرے میں بند کر دینا جہاں یہ خود میں سے ایک خلیفہ منتخب کر لیں اور اگر ان کی رائے برابر ہو جائے تو پھر یہ تمہیں یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رائے بنائیں اور خلیفہ کے حتمی فیصلہ ہونے تک حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ امامت کے فرائض انجام دیں گے۔



قصہ نمبر ۴۰

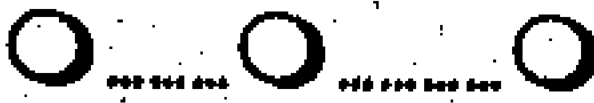
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پر بیعت کرنا

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے اس کام کو تین کے حوالے کر دو چنانچہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ میں خود کو اس امر سے دستبردار کرتا ہوں۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ایک طرف لے گئے اور کہا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو ان کی اطاعت کریں گے؟

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور ان کو ایک طرف لے گئے اور کہا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ ان کی اطاعت کریں گے؟

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی جس کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔



قصہ نمبر ۴۱

علی رضی اللہ عنہ کا دشمن خدا کا دوست نہیں

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طباق لے کر آئے جو جنت کے سیبوں سے لبریز تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے طباق حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس میں سے اس شخص کو عنایت کیجئے جو آپ ﷺ کو پیارا ہو۔"

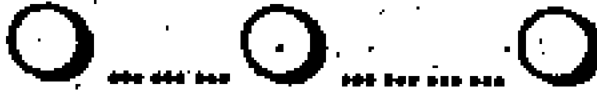
یہ طباق ایک نورانی خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ اس طباق میں داخل کر کے ایک سیب نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ اس کی ایک جانب لکھا ہوا تھا یہ خدا کا تحفہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اور اور اس کی دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا بے دین ہے۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دوسرا سیب اٹھایا۔ اس کے ایک طرف تو یہ لکھا تھا یہ خدائے وہاب کا تحفہ ہے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا دشمن جہنمی ہے۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے تیسرا سیب اٹھایا جس کے ایک جانب یہ لکھا تھا یہ خدائے منان وحنان کا تحفہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے لئے اور دوسری طرف یہ لکھا تھا عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن رحمٰن کا دشمن ہے۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے طباق میں سے چوتھا سیب اٹھایا جس کے ایک جانب لکھا تھا یہ خدائے غالب کا تحفہ ہے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے لیے اور دوسری جانب لکھا تھا علی رضی اللہ عنہ کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان عبارات کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد وثناء بیان فرمائی۔



قصہ نمبر ۴۲

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو جواب

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے ایک شخص نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) جہنمی ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اس شخص نے کہا انہوں نے نئی بات ایجاد کی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

''اگر تیری کوئی بیٹی ہو تو کیا تو اس کی شادی بغیر مشورہ کے کرے گا؟''

اس شخص نے کہا ہرگز نہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تو کیا میری رائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے جو انہوں نے اپنی دو بیٹیوں کے بارے میں کی اس سے بہتر ہو سکتی ہے اور تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بھی بتا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا ارادہ فرماتے تھے تو اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتے تھے یا نہیں؟''

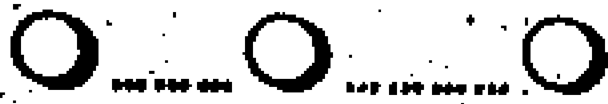
اس شخص نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم استخارہ کرتے تھے۔ حضرت سیّدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خیر کی رائے دی یا نہیں؟''

اس شخص نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو خیر کی رائے دی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تو پھر تو مجھے بتا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی رائے حضور نبی کریم ﷺ کی دونوں بیٹیوں کی شادی کے معاملے میں درست نہ تھی اور اگر تو نے کبھی دوبارہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کیے تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔''



قصہ نمبر ۴۳

ریشم، مسلمانوں کے لئے حرام ہے

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہوا تو اس نے وصیت کی کہ راہِ خدا میں سو دینار صدقہ دینا۔ میں، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص تشریف فرما تھے میں نے قبا زیب تن کر رکھی تھی جس کا گریبان اور کالر ریشم کی کناری کا تھا۔ اس شخص نے میری قبا کو پھاڑنے کے لئے کھینچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ تم اسے چھوڑ دو چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں نے دنیا میں ریشم استعمال کر کے جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔

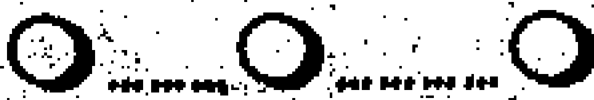
حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا میرا بھائی مر گیا ہے اور اس نے وصیت کی تھی کہ سو دینار راہِ خدا میں صدقہ کروں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے پہلے کسی سے اس کے متعلق دریافت کرتے اور وہ ایسا جواب نہ دیتا جو میں تمہیں دوں گا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا کہ تم نے اس جاہل سے ایسا سوال کیوں پوچھا؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام قبول کرنے کا حکم دیا اور ہم نے اسلام قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہجرت کا حکم دیا تو ہم نے ہجرت کی اور ہم مہاجر ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور ہم مجاہد ہوئے اور تم اہل شام کے مجاہد ہو۔ تم یہ سو دینار اپنے گھر والوں

پر خرچ کرو اور سو دینار کا گوشت خریدو اور تم اسے کھاؤ اور تمہارے گھر والے بھی اسے کھائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے پر تمہارے نامہ اعمال میں سات سو درہم کا ثواب لکھے گا اور ضرورت کے وقت گھر والوں پر خرچ کرنے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے جبکہ اسراف پر پکڑ ہوگی۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس لوٹا تو میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ شخص کون تھا جس نے میری قبا کھینچی تھی؟ لوگوں نے بتایا، وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ میں ایسا کیا دیکھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب میری امت عورتوں کی شرمگاہوں کو اور ریشم کو حلال جانے گی اور یہ پہلا ریشم ہے جو میں نے کسی مسلمان پر دیکھا۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو واپس آکر اپنی قبا فروخت کردی۔



قصہ نمبر ۴۴

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے ذلیل و رسوا ہوں گے

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یومِ دار میں جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ باغیوں نے شدید کر دیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مکان سے نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا اور ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی تھی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور شرپسندوں کو وہاں سے بھگا دیا۔ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے سلام کرنے کے بعد عرض کیا امیر المومنین! بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ امر اس وقت تک حاصل نہیں کیا جب تک کہ آپ ﷺ نے اپنے ہمراہیوں سمیت ان کا مقابلہ جو شکست کھانے والے تھے نہ کر لیا اور خدا کی قسم! اس قوم کے متعلق اس کے سوا اور کوئی گمان نہیں کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیں کہ ہم ان سے لڑیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو جس آدمی نے اللہ کے لئے حق کو دیکھا اور اس بات کا اقرار کیا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے

بارے میں نہ تو کسی کا خون بہایا جائے اور نہ خود کا خون بہنے دیا جائے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ انہیں اجازت دی جائے لیکن حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھر سے نکلے اور یہ کہتے جاتے۔

"اے اللہ! تو خوب جانتا ہے میں نے اپنی کوشش کی انتہاء کر لی۔"

پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے امامت کے لئے درخواست کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے امامت کرانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: میں ایسی حالت میں تمہاری امامت کروں جبکہ تمہارا امام موجود ہو اور اسے قید کر دیا جائے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے تنہا نماز ادا کی اور گھر چلے گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب گھر پہنچے تو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ گھر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ شدید ہو گیا ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا یہ باغی انہیں شہید کر دیں گے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کئے جانے کے بعد کس مقام پر دیکھتے ہیں؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان کو جنت کے باغات میں دیکھتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! ان باغیوں کا کیا انجام ہوگا؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب آگ اور ذلت کے گڑھوں میں ہوں گے۔

O.......O.......O

قصہ نمبر ۴۵

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو روکنے والوں سے سختی سے نمٹو

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جسم اطہر تین دن تک آپ رضی اللہ عنہ کے گھر بے گوروکفن پڑا رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے اردگرد سازشیوں نے شورش برپا کر رکھی تھی۔

بالآخر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چوتھے روز حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ ان سازشیوں کو سمجھائیں اب تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین کرنے دیں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سازشیوں کے پاس پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم اور دیگر کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جنازہ لاتے دیکھا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے ہمراہ کچھ رشتہ دار بھی تھے۔ شرپسندوں نے کوشش کی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو روکیں لیکن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے چند جوانوں کو حکم دیا کہ اگر یہ کچھ کریں تو ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔

○...○...○

قصہ نمبر ٤٦

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو ڈانٹنا

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابرین سکتے میں آ گئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غم و غصے کی حالت میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور ان کے گھر کی حفاظت پر مامور اپنے دونوں بیٹوں کو جھڑکتے ہوئے فرمایا میں نے تم دونوں کو ان کی حفاظت کے لئے مامور کیا اور تمہارے ہوتے ہوئے انہیں شہید کر دیا گیا۔



قصہ نمبر ۴۷

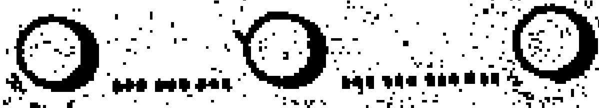
اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا، حضرت سیّدنا امام حسن، اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب سورۂ احزاب کی آیت اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ چالیس روز تک فجر کے وقت مسلسل اپنی بیٹی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لے جاتے رہے اور فرماتے رہے۔

"اے میرے اہل بیت! تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو، نماز پڑھو تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔"

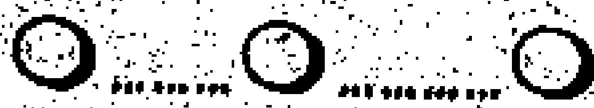


قصہ نمبر ۴۸

ما کنت مولیٰ علی مولیٰ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر اپنے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور فرمایا تمہارا ولی کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تین مرتبہ جواب میں کہا کہ ہمارے ولی اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا ولی اللہ اور اس کا رسول ہے اس کا ولی علی (رضی اللہ عنہ) بھی ہے۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ تمہیں یاد ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غدیر خم والے دن اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے میرے بارے میں کیا فرمایا تھا۔ مجمع میں سے تیس افراد نے باآوازِ بلند کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس کا مولیٰ میں ہوں علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کا مولیٰ ہے۔



قصہ نمبر ۴۹

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تین فضیلتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین بہترین فضیلتیں ایسی عطا کی گئیں جن میں سے ایک بھی اگر مجھے مل جاتی تو وہ میرے نزدیک دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا وہ تین فضیلتیں کون سی ہیں؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"پہلی فضیلت یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا۔ دوسری فضیلت یہ ہے کہ ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ انہیں وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں۔ تیسری فضیلت یہ کہ غزوۂ خیبر کے دن انہیں علم عطا فرمایا۔"



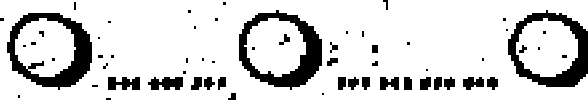
قصہ نمبر ۵۰

گرمی اور سردی کا احساس نہیں ہوتا

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شدید گرمی کے موسم میں ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سردیوں کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اتنی شدید گرمی میں آپ رضی اللہ عنہ نے سردیوں کا لباس زیب تن فرما رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیبر کے موقع پر جب میری آنکھیں دکھتی تھیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن میری آنکھوں کو لگایا اور دعا فرمائی۔

"اے اللہ! علی (رضی اللہ عنہ) سے گرمی و سردی کو دور فرما دے۔"

چنانچہ اس دن کے بعد مجھے گرمی و سردی کی تکلیف نہ رہی۔

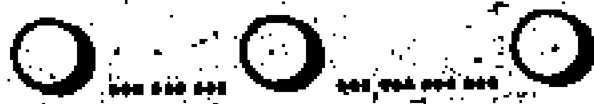


قصہ نمبر ۵۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر میں لے کر دعا فرمائی جس سے آپ رضی اللہ عنہ تندرست ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! میں نے اللہ تعالیٰ سے جو مانگا اس نے مجھے عطا کیا میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے وہ مانگا ہے جو میں نے تمہارے لئے مانگا ہے۔"



قصہ نمبر ۵۲

حضور نبی کریم ﷺ کا جھنڈا اٹھائے ہوں گے

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جنہوں نے اپنی بیٹی کو میرا رفیق بنایا اور مجھے دارِ ہجرت سے مدینہ منورہ لائے اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جنہوں نے ہمیشہ حق بات کہی اور حق کا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جن کی حیاء سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جو ہمیشہ حق کے ساتھ رہے۔ پھر فرمایا روزِ محشر میں اس طرح آؤں گا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے دائیں جانب، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے بائیں جانب، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میرے پیچھے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے آگے ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر ایک اعرابی نے کہا کہ کیا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت ہوگی کہ وہ آپ ﷺ کے آگے آگے ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا جھنڈا علی (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام خلائق میرے اس جھنڈے کے سائے تلے ہوں گے۔

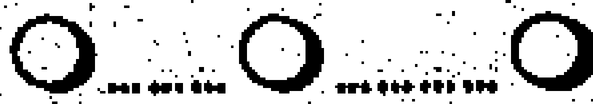
○...○...○

قصہ نمبر ۵۲

علی (رضی اللہ عنہ) نہ ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہلاک ہو جاتا

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیچیدہ مسئلہ آیا جس کا فیصلہ کرنا آپ رضی اللہ عنہ کے لئے دشوار ہو گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس معاملہ سے آگاہ فرما دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے احسان کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اگر آج علی (رضی اللہ عنہ) نہ ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہلاک ہو جاتا۔"



قصہ نمبر ۵٤

کنیت ''ابوتراب'' کی وجہ

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' کے متعلق منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنی زوجہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو گئے اور مسجد میں جا کر فرش پر لیٹ گئے جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو مٹی لگ گئی۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ملنے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو لینے کے لئے مسجد میں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ سو رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے ابوتراب! اٹھ۔''

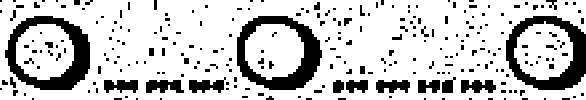
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ اس دن سے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' مشہور ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی یہ کنیت بے حد عزیز تھی۔



قصہ نمبر ۵۵

غذا انتہائی سادہ تھی

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ایک دیہات کا عامل بنایا چونکہ دیہات میں نمازی ٹھہرا نہیں کرتے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ جب ظہر کا وقت ہو تو تم میرے پاس چلے آنا چنانچہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی دربان موجود نہ تھا جو اسے آپ رضی اللہ عنہ تک جانے سے روکتا۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت ایک پیالہ اور ایک کوزہ پانی کا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹی تھیلی منگوائی۔ وہ سمجھا شاید جواہرات کی تھیلی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے امین سمجھا ہے اور یہ تھیلی اس کے لئے منگوائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس تھیلی کو کھولا تو اس میں ستو تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان ستوؤں کو نکالا اور پیالے میں الٹا اور اس میں پانی ڈال کر اس شخص کو پلایا اور خود بھی پیا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ عراق کا کھانا بہترین ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہر اس کھانے کو جو میرے پیٹ میں جائے مکروہ سمجھتا ہوں سوائے رزقِ حلال کے اور میں اپنی تھیلی پر مہر لگاتا ہوں تاکہ یہ دوسری تھیلیوں میں نہ مل جائے اور میں دوسری تھیلی استعمال کر لوں۔

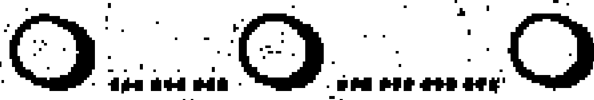


قصہ نمبر ۵۶

روٹی کے خشک ٹکڑے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بدو مالی اعانت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسے لذیذ کھانا پیش کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور مسجد کے صحن میں کھانا کھانے لگے۔ بدو نے دیکھا کہ ایک شخص روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا رہا ہے۔ اس نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ میں لذیذ کھانا کھاؤں جبکہ وہ شخص روٹی کے خشک ٹکڑے کھائے میں اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے فرمایا۔

"تم کھانا کھاؤ وہ یہ کھانا نہیں کھاتے وہ میرے والد بزرگوار امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔"



قصہ نمبر ۵۷

اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو اولادِ اسحٰق علیہ السلام پر کوئی فضیلت نہیں

حضرت عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس دو عورتیں آئیں اور وہ دونوں عرب کی رہنے والی تھیں۔ ان میں ایک عورت دوسری عورت کی آزاد کردہ غلام تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ایک بوری غلہ اور چالیس چالیس درہم ان دونوں عورتوں کو دیئے۔ غلام عورت وہ مال لے کر چلی گئی جبکہ دوسری عورت نے آپ رضی اللہ عنہ سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ میں عرب کی رہنے والی ہوں جبکہ وہ میری آزاد کردہ غلام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو اولادِ اسحٰق علیہ السلام پر کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہو۔



قصہ نمبر ۵۸

لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کو دیکھا جو کہ کھجور فروش کی دوکان پر کھڑی رو رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی سے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں نے اس دوکاندار سے ایک درہم کے عوض یہ کھجوریں لیں لیکن میرے آقا نے ان کھجوروں کو واپس کر دیا اب یہ دوکاندار ان کھجوروں کو واپس لینے پر راضی نہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کی سفارش اس دوکاندار سے کی تو دوکاندار جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کو جانتا نہ تھا اس نے انکار کر دیا۔ اس دوران چند لوگ اس دوکان پر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہوئے اس دوکاندار سے کہا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ دوکاندار یہ بات سن کر گھبرا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو۔''

دوکاندار نے اس عورت سے کھجوریں لے کر اسے ایک درہم واپس کر دیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو گے تو میں تم سے راضی رہوں گا۔

O....O....O

قصہ نمبر ۵۹

راہِ خدا میں ایک درہم کے دس درہم ملیں گے

حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا اور سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میں نے انہیں جو چھ درہم دیئے ہیں ان میں سے ایک درہم دے دیں۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ گئے اور آ کر کہا کہ والدہ کہتی ہیں کہ وہ چھ درہم آپ رضی اللہ عنہ نے آٹے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آدمی کا ایمان سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس بندہ کو اس چیز پر جو اللہ کے قبضہ میں ہے زیادہ اعتماد نہ ہو بہ نسبت اس چیز کے جو کہ بندہ کے قبضہ میں ہے۔ تم جا کر اپنی ماں سے کہو کہ وہ چھ درہم دے دیں چنانچہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وہ چھ درہم دے دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ چھ کے چھ درہم اس سائل کے حوالے کر دیئے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل بھی نہ ہوئے تھے ایک شخص آیا اس کے پاس ایک اونٹ تھا اور وہ اس اونٹ کو بیچنا چاہتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ وہ یہ اونٹ کتنے میں بیچنا چاہتا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں اسے ایک سو چالیس درہم میں بیچوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس اونٹ کو ادھر باندھ دے مگر ایک شرط پر

کہ میں اس کی قیمت کچھ دیر میں ادا کروں گا۔ اس شخص نے رضامندی ظاہر کر دی اور اونٹ باندھ کر چلا گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابھی کھڑے ہی تھے کہ ایک اور شخص آیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اونٹ میرا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ اسے بیچنے کا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے قیمت پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اونٹ کی قیمت دوسو درہم بتائی۔ اس آدمی نے دوسو درہم دے کر وہ اونٹ لے لیا۔ کچھ دیر بعد وہ شخص آیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹ لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ایک سو چالیس درہم دیئے اور ساٹھ درہم لے کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہیں وہ ساٹھ درہم دے دیئے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک خرچ کرے گا اسے دس ملیں گے چنانچہ میں نے اس سائل کو چھ درہم دیئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے عوض ساٹھ درہم دے دیئے۔

O.....O.....O

قصہ نمبر ۶۰

بدترین حاکم وہ ہے جو حدود کو معاف کرے

حضرت ابومطر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور لوگوں نے کہا کہ اس نے اونٹ چرایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تو نے نہیں چرایا؟ اس نے کہا میں نے چرایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تجھے اس اونٹ کے بارے میں شبہ ہو گیا ہو؟ اس نے کہا نہیں، میں نے ہی اونٹ چرایا ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آگ جلاؤ اور کاٹنے والے کو بلاؤ تا کہ وہ اس کا ہاتھ کاٹے یہاں تک کہ میں آجاؤں۔ آپ رضی اللہ عنہ واپس آئے اور اس سے پوچھا کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا؟

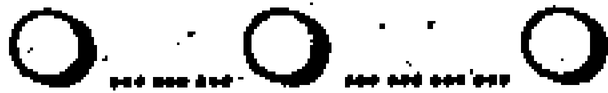
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کے کہنے پر اسے پکڑا اور اس کے کہنے پر ہی اسے چھوڑ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں روتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

"میں کیوں نہ روؤں کہ تم لوگوں کے درمیان میری امت کا ہاتھ کاٹا جا رہا ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے معاف کیوں نہ کر دیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"بدترین حاکم وہ ہے جو حدود کو معاف کرے تم آپس میں ہی حدود کے کام کی معافی کر لیا کرو اور معاملہ مجھ تک نہ لایا کرو۔"



قصہ نمبر ٦١

اپنے گھر والوں کے لئے مال نہ رکھا

حضرت عنترہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر نے آ کر کہا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ ایک ایسے آدمی ہیں کہ کچھ باقی نہیں چھوڑتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے اور میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے واسطے کچھ مال چھپا رکھا ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ قنبر نے کہا چلئے اور دیکھ لیجئے کہ وہ کیا ہے؟ پھر قنبر آپ رضی اللہ عنہ کو ایک کوٹھڑی میں لے گیا جہاں ایک بڑے برتن میں سونے اور چاندی کے زیورات بھرے ہوئے تھے۔

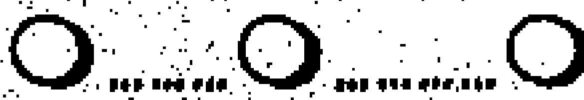
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو قنبر سے فرمایا تجھے تیری ماں گم کرے تو نے ارادہ کیا تھا کہ میرے گھر میں آگ داخل ہو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا وزن کروایا اور اس کو تقسیم فرما دیا۔

O.....O.....O

قصہ نمبر ٦٢

صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کے بعد ہم فتنوں میں مبتلا ہوئے

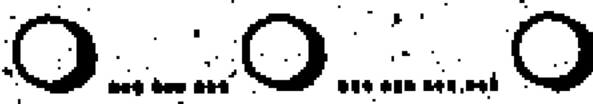
حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم پر فوقیت دیتے ہیں۔ اب اگر آج کے بعد کسی شخص نے ایسی بات کہی تو اس پر حد قائم کی جائے گی، بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین شخص حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد ہم فتنوں میں مبتلا ہو گئے اور بے شک اللہ تعالیٰ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔



قصہ نمبر ۶۲

دورانِ نماز تیر نکالا گیا

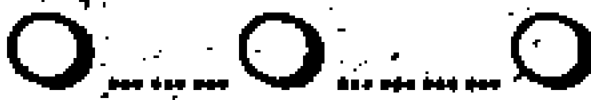
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شب بیدار اور عبادت گزار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو عبادت میں اس قدر خشوع و خضوع حاصل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے کھڑے ہوتے تو اپنے اردگرد کی کچھ خبر نہ رہتی یہاں تک کہ جسم پر ہونے والی کسی واردات کی خبر نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو تیر لگ گیا جو جسم میں اتنی گہرائی تک چلا گیا کہ اس کا نکالنا مشکل ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوں تو تم اس تیر کو نکال لینا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور اس تیر کو نکال دیا گیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اف تک نہ کی۔



قصہ نمبر ٦٤

نماز میں خشوع وخضوع کا عالم

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کو آگ لگ گئی۔ آگ اس قدر پھیل گئی کہ یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں آپ رضی اللہ عنہ جل نہ جائیں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو برابر آوازیں دیتے رہے مگر آپ رضی اللہ عنہ اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر نماز کی ادائیگی میں مصروف رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ختم کی تو آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ گھر کو آگ لگ گئی ہے۔

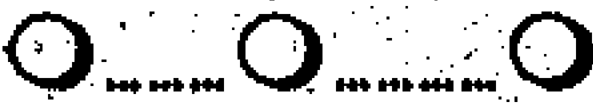


قصہ نمبر ٦٥

امانت کا حق ادا کرنا

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذوقِ عبادت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے اور یہ وہ امانت ہے جسے زمین و آسمان بھی اٹھانے سے قاصر تھے اور میں بھی اس وجہ سے کانپ اٹھتا ہوں کہ کہیں میں اس امانت کا حق صحیح طریقے سے نہ ادا کر پاؤں۔"



قصہ نمبر ٦٦

منصفانہ فیصلہ

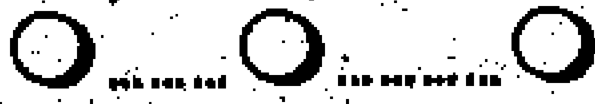
روایات میں آتا ہے کہ دو مسافر اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ صبح کے وقت دونوں ایک جگہ پر کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک مسافر کے پاس پانچ روٹیاں تھیں جبکہ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اس دوران ایک شخص کا گزر اس جگہ سے ہوا۔ اس شخص نے ان دونوں کو سلام کیا۔ ان دونوں حضرات نے اسے کھانے کی دعوت دی چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ کھانا کھانے کے بعد اس شخص نے ان دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا کہ یہ آٹھ درہم میں تمہیں دیتا ہوں کہ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ اس شخص کے جانے کے بعد ان دونوں مسافروں کے درمیان رقم کی تقسیم پر جھگڑا شروع ہو گیا۔ جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں وہ کہتا تھا کہ میرے پاس پانچ روٹیاں تھیں اس لئے پانچ درہم میرے ہیں جبکہ دوسرا شخص کہتا تھا کہ نہیں رقم دونوں میں برابر تقسیم ہونی چاہئے۔ جب یہ معاملہ حد سے زیادہ بڑھ گیا تو دونوں شخص اپنا مقدمہ لے کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی بات غور سے سنی اور فرمایا کہ جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں اسے پانچ درہم ملنے چاہئیں۔ دوسرے شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ منصفانہ فیصلہ ہے اور اگر

میں فیصلہ کروں تو تمہیں ایک درہم ملے گا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات کو سن کر حاضرین محفل بھی حیران ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دونوں کی روٹیوں کے کل چوبیس ٹکڑے ہوئے اور ہر شخص کے حصے میں آٹھ آٹھ ٹکڑے آئے۔ اب تمہاری تین روٹیوں کے کل نو ٹکڑے ہوئے جن میں سے آٹھ تم نے کھا لئے اور ایک بچ گیا جبکہ دوسرے شخص کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے بنے جس میں سے اس نے آٹھ کھائے اور سات بچ گئے۔ لہٰذا تمہارے ایک ٹکڑے کے بدلے تمہیں ایک درہم اور اس کے سات ٹکڑوں کے بدلے اسے سات درہم ملیں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر تین روٹیوں والے شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول کر لیا۔



قصہ نمبر ٦٧

قرآن مجید جامع العلوم ہے

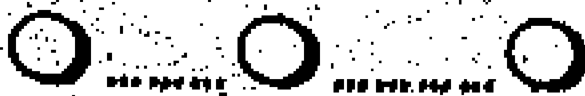
روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی داڑھی مختصر تھی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی گھنی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید جامع العلوم ہے اگر قرآن مجید جامع العلوم ہے تو کیا قرآن مجید میں آپ رضی اللہ عنہ کی گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا علم موجود ہے؟

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی آیت ذیل تلاوت فرمائی۔

''جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے خوب نکلتا ہے
اور جو خراب زمین ہے اس میں سے تھوڑا مشکل سے نکلتا ہے۔''

پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اے یہودی! وہ اچھی زمین میری ٹھوڑی ہے جبکہ خراب زمین تیری ٹھوڑی ہے۔''



قصہ نمبر ٦٨

سورج پلٹ آیا

غزوۂ خیبر سے واپسی پر مقام صہبا پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھا اور سو گئے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ پریشان تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھ کھلی تو آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پریشان دیکھ کر اس پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میری عصر کی نماز فوت ہو گئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اور سورج پلٹ آیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا فرمائی۔



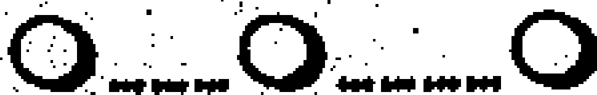
قصہ نمبر ٦٩

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلے پر تبسم فرمانا

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نہایت مشکل مقدمہ آیا جس میں ایک ایسی عورت پیش ہوئی جس نے ایک ماہ کے اندر تین مردوں کے ساتھ خلوت کی تھی اور اب اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تھی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس بچے کی دیت کے تین حصے کیے اور پھر قرعہ ڈالا وہ قرعہ جس شخص کے نام نکلا آپ رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اس شخص کے حوالے کر دیا جبکہ باقی دونوں اشخاص کو دیت کے تین حصوں کے دو حصے کر کے دے دیئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔



قصہ نمبر ۷۰

تیرا باپ راضی نہ ہوتا تو میں تیرے لئے دعا نہ کرتا

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دونوں شہزادوں حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خانہ کعبہ میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو گڑگڑا کر مناجات کرتے ہوئے سنا جو بارگاہِ خداوندی میں زاروقطار روتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ

"الٰہی! تو تاریکیوں اور اندھیروں میں بے چین دلوں کی دعائیں سنتا ہے۔ الٰہی! تو بیماروں کی تکلیف دور فرماتا ہے۔ اے حرمِ کعبہ کے مالک! تو کبھی نہیں سویا جبکہ تیرے گھر کے اردگرد رہنے والے تمام سو گئے۔ الٰہی! تیری ذاتِ پاک کی امیدیں لے کر مخلوق تیرے حرم میں اکٹھی ہوتی ہے میری خطا کو بھی معاف فرما اور تیرے سوا کون نعمتوں کی بارش کرنے والا ہے۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا تو وہ شخص رینگتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے اس کا قصہ دریافت کیا تو اس شخص نے بتایا کہ امیر المومنین! میں بڑی بے باکی کے ساتھ دن رات گناہ

کرتا تھا اور میرا باپ نہایت صالح شخص تھا وہ مجھے گناہوں سے روکتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنے باپ کی نصیحتوں سے تنگ آ کر اپنے باپ کو مارا جس پر میرے باپ نے حرمِ کعبہ میں آ کر میرے حق میں بددعا کی اور اس کے بعد مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور میں زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلنے لگا۔ میں نے اپنے باپ سے رو رو کر معافی مانگی اور انہوں نے مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ حرمِ کعبہ چلو میں وہاں جا کر تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں صحت کاملہ عطا فرمائے چنانچہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حرمِ کعبہ کے لئے روانہ ہوا جہاں راستے میں میرا باپ اونٹنی سے گر پڑا اور فوت ہو گیا، اب میں تنہا حرمِ کعبہ میں اپنی صحت یابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سننے کے بعد فرمایا۔

"اگر تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے خوش ہو گیا۔"

اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی جس کے بعد وہ شخص تندرست ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگر تیرا باپ تجھ سے راضی نہ ہوتا تو میں تیرے لئے ہرگز دعا نہ کرتا۔"

O.....O.....O

قصہ نمبر ۷۱

یہ تیرا خاوند نہیں بیٹا ہے

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت کے زمانہ میں کوفہ میں قیام کے دوران ایک شخص کو بلایا اور اسے فرمایا کہ وہ فلاں مکان میں جائے اور وہاں جا کر ایک مرد اور عورت آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں انہیں لے کر میرے پاس آئے۔ جب وہ دونوں مرد اور عورت آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم دونوں کیوں جھگڑ رہے ہو؟ مرد نے کہا امیر المومنین! میرا اس عورت سے نکاح کل ہوا۔ رات کو جب میں اس کے نزدیک جانے لگا تو مجھے اس سے نفرت ہو گئی جس پر ہمارے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل کو جانے کا کہا۔ جب تمام حاضرین محفل چلے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا کہ تم اس مرد کو جانتی ہو؟ اس عورت نے کہا کہ میں کل سے پہلے اسے نہیں جانتی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اب اسے جان لو گی لیکن تمہیں وعدہ کرنا ہوگا کہ تم جھوٹ نہیں بولو گی؟ اس عورت نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ کر لیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم فلاں شخص کی بیٹی ہو اور تمہارا نام یہ ہے۔ عورت نے اس بات کا اقرار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جوانی میں بہت خوبصورت تھیں اور تمہارا چچا زاد بھائی تم پر جان چھڑکتا تھا اور تم بھی اس سے محبت

کرتی تھیں۔ اس عورت نے اس بات کا بھی اقرار کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دن تم دونوں نے زنا کیا جس سے تم حاملہ ہو گئیں اور تمہاری ماں نے تمہاری پردہ پوشی کی اور تم نے خفیہ طور پر ایک بچہ جنا جسے تم نے ایک دیوار کے نیچے ڈال دیا۔ جب تم اس بچے کو چھوڑ کر جانے لگیں تو ایک کتا اس بچے کی جانب لپکا جسے تم نے پتھر مارا اور وہ پتھر کتے کی بجائے اس بچے کے سر میں لگا اور وہ زخمی ہو گیا۔ تم نے اس بچے کا سر اپنے دوپٹے سے باندھا اور وہاں سے چلی گئیں اس کے بعد تم نے اس بچے کی کچھ خبر نہ ہوئی۔ اس عورت نے اعتراف کیا کہ اس سے یہ فعل سرزد ہوا اور اس نے ایک بچہ جنا جسے اس نے ایک دیوار کے نیچے ڈال دیا تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بچے کو فلاں قبیلے والے اٹھا کر لے گئے اور اس کی پرورش کی۔ وہ بچہ جوان ہونے کے بعد دوبارہ واپس اسی شہر آ گیا اور اب تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ اپنا سر کھولے۔ اس شخص نے جب اپنا سر کھولا تو اس کے ماتھے پر زخم کا نشان موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تمہارا خاوند نہیں بیٹا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچا لیا۔

O......O......O

قصہ نمبر ۷۲

اہل قبور سے گفتگو

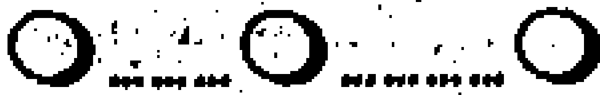
حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل قبور کو مخاطب کرتے ہوئے باآوازِ بلند سلام کیا اور ان لوگوں سے ان کے حالات دریافت فرمائے۔ قبروں سے وعلیک السلام کی آوازیں بلند ہوئیں اور اہل قبور نے آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے گھروالوں کے حالات دریافت کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بیویوں نے نکاح کر لئے، تمہارے مال کو وارثوں نے تقسیم کر دیا، تمہارے چھوٹے بچے یتیم ہونے کے بعد در بدر پھرنے لگے، تمہارے مضبوط اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جواب میں اہل قبور نے کہا امیر المؤمنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ گئے اور ہم نے جو کچھ دنیا میں خرچ کیا وہ یہاں پالیا اور ہم جو کچھ دنیا میں چھوڑ کر آئے تھے ہمیں اس میں خسارہ اٹھانا پڑا۔



قصہ نمبر ۷۳

اللہ تعالیٰ بہترین محافظ ہے

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک ایسی دیوار کے نیچے بیٹھے مقدمہ کا فیصلہ فرما رہے تھے جو کمزور تھی۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ دیوار کمزور ہے آپ رضی اللہ عنہ یہاں سے اٹھ جائیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مقدمہ کی کاروائی جاری رکھو اللہ تعالیٰ بہترین محافظ ہے چنانچہ مقدمہ کی کاروائی جاری رہی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے تو وہ دیوار گر پڑی۔



قصہ نمبر ۷۴

کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا

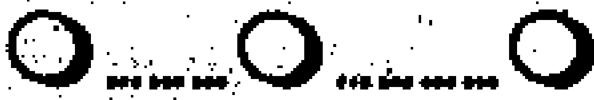
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک حبشی غلام تھا جو نہایت محب اور وفادار تھا۔ ایک مرتبہ اس نے چوری کر لی لوگوں نے اس کو پکڑ کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جہاں اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر روانہ ہوا تو راستے میں اس کی ملاقات حضرت ابن الکواء رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے جب پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کیسے کٹا؟ تو اس نے بتایا میں نے چوری کی تھی۔ ابن الکواء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ اس نے کہا کہ میرا ہاتھ امیر المومنین نے کاٹا ہے۔ ابن الکواء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے تمہارا ہاتھ کاٹا لیکن تم ان کا تذکرہ خیر سے کرتے ہو؟ اس غلام نے کہا انہوں نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کاٹا اور مجھے جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ ابن الکواء رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس غلام کو طلب فرمایا اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے باندھ دیا اور دعا فرمائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے رومال کھولا تو اس کا ہاتھ دوبارہ جڑ چکا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھ کبھی کٹا نہ ہو۔

O.....O.....O

قصہ نمبر ۷۵

امیر المومنین! بس کیجئے اتنا کافی ہے

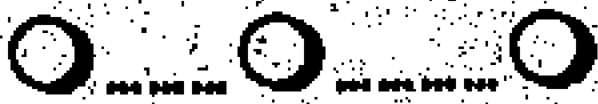
ایک مرتبہ دریائے فرات میں سخت طغیانی آ گئی جس سے سیلاب آ گیا اور تمام کھیت پانی میں ڈوب گئے۔ لوگوں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک و عمامہ شریف اور چادر زیب تن فرمائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دریائے فرات کی جانب روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اور دیگر لوگ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریائے فرات پر پہنچ کر اپنا عصا سے دریائے فرات کی جانب اشارہ کیا جس سے دریا کا پانی کم ہونا شروع ہو گیا یہاں تک کہ لوگوں نے شور مچایا امیر المومنین! بس کیجئے اتنا کافی ہے۔



قصہ نمبر ۷۶

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں لیکن مجھے جنگلی درندوں سے ڈر لگتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی اس شخص کو دیتے ہوئے فرمایا جب بھی تمہارے نزدیک کوئی درندہ آئے تم اسے میری یہ انگوٹھی دکھانا اور کہنا کہ یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی ہے چنانچہ وہ شخص سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں ایک خونخوار درندہ اس پر حملہ آور ہوا۔ اس شخص نے اس درندہ کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی دکھائی اور کہا کہ یہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی ہے۔ وہ درندہ آپ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی دیکھ کر بھاگ گیا۔



قصہ نمبر ۷۷

نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی

مقامِ صفین پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا گزر لشکر سمیت ایسی جگہ سے ہوا جہاں پانی دستیاب نہ تھا۔ لشکر نے آپ رضی اللہ عنہ سے پانی کی نایابی پر شکوہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک جانب جا کر فرمایا کہ یہاں کھدائی کرو چنانچہ اس جگہ زمین کی کھدائی کی گئی لیکن ایک بھاری پتھر آڑے آ گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس پتھر کو ایک ہی جھٹکے میں باہر نکال دیا جیسے ہی وہ پتھر باہر نکلا وہاں سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اور جانوروں نے سیر ہو کر وہ پانی پیا۔

جب لشکر نے اپنی تمام مشکیں پانی سے بھر لیں تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پتھر اسی جگہ پر رکھ دیا جس سے پانی کا وہ چشمہ بند ہو گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کو دیکھ کر قریب واقع ایک گرجا کا پادری آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی مجھے دائرہ اسلام میں داخل فرمائیں۔

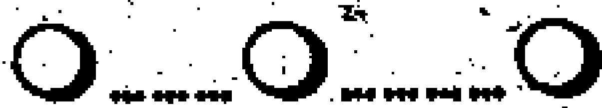
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔

”تم ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے؟“

اس پادری نے کہا۔

’’میں نے الہامی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس جگہ ایک پوشیدہ
چشمہ ہے جسے وہ جاری کرے گا جو نبی آخری الزماں کا وصی ہوگا
اور آپ رضی اللہ عنہ یقیناً نبی آخر الزماں کے وصی ہیں۔‘‘

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب اس کا کلام سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہاں تک کہ داڑھی مبارک تر ہوگئی۔



قصہ نمبر ۷۸

منصب خلافت پر فائز ہونا

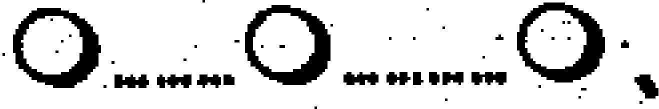
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد باغی پورے مدینہ منورہ میں دندناتے پھر رہے تھے۔ اس دوران انصار و مہاجرین کا ایک گروہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کا مشورہ دیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے سے انکار کر دیا۔ اس دوران حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو خلیفہ بننے کی بھی پیش کش کی گئی لیکن ان حضرات نے بھی خلیفہ بننے سے انکار کر دیا۔

جب ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی منصب خلافت پر بیٹھنے کو تیار نہ ہوا تو باغی پریشان ہو گئے۔ معاملات اب ان کے ہاتھ سے نکلتے جا رہے تھے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے وہ جو سنگین غلطی کر چکے تھے اس کا خمیازہ اب ساری قوم بھگتنے والی تھی۔

ان باغیوں میں اکثریت مصریوں کی تھی انہوں نے اہل مدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تم دو دن کے اندر اپنے خلیفہ نامزد کر لو کیونکہ تمہارا حکم امت محمدیہ ﷺ پر نافذ العمل ہے ہم اس خلیفہ کی بیعت کر کے واپس چلے جائیں ورنہ ہم تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیں گے۔

اہل مدینہ نے جب باغیوں کا یہ اعلان سنا تو وہ ایک مرتبہ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے قائل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت قبول کر لیا۔



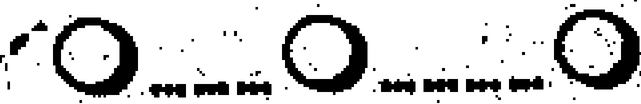
قصہ نمبر ۷۹

مجھے خلافت کا قطعی شوق نہیں

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا قطعی شوق نہیں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ خلافت بصرہ میں تشریف لائے تو ابن الکواء اور حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے اس قول میں کہاں تک سچائی ہے؟

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات قطعی غلط ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کرتے تو میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہ چڑھنے دیتا خواہ اس معاملہ میں میرا کوئی اور ساتھ نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحالت مرض وصال فرمایا اور اپنے مرض کے دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا جس سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصدیق ہوئی اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہترین جانشین تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا

اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحیح جانشین اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے عمل درآمد کرنے والے تھے اور انہوں نے خلیفہ بننے کے بعد منصب خلافت کا بھرپور حق ادا کیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جب وقت شہادت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سمیت چھ افراد کو خلافت کے لئے نامزد کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کریں جس کے بارے میں انہیں جوابدہ ہونا پڑے اور انہوں نے اس مقصد کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) جو کہ خلافت کے بہترین امیدوار ہو سکتے تھے انہیں منصب خلافت سے باہر کر دیا۔ پھر ہم چھ ارکان کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی اور پھر میں نے بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور میرے جو حقوق تھے وہ میں نے ادا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی، ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں، ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں دیں۔



قصہ نمبر ۸۰

جنگ جمل کا ناگہانی واقعہ

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قصاص کا مطالبہ کیا اور اس دوران بصرہ تشریف لے گئیں اور بصرہ پر آپ رضی اللہ عنہا کا عملی قبضہ ہو گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب بصرہ پر ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قبضہ کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہم کو ایک خط دے کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے جنگ کی صورت میں بھرپور تعاون کا وعدہ لینا چاہا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پیغام ملنے کے بعد ان کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جنگ کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور بیٹھے رہنا آخرت کی راہ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا مؤقف کوفہ والوں کا مؤقف تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر جنگ ضروری ہے تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے کی جانی چاہئے کیونکہ انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا۔ حضرت محمد بن ابوبکر اور حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہم واپس پہنچے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مؤقف سے آگاہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس اور حضرت مالک بن اشتر رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوموسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا لیکن یہ حضرات بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کے باوجود حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کے مؤقف سے نہ ہٹا سکے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ایک ہی مؤقف تھا کہ جب تک یہ فتنہ ختم نہیں ہو جاتا میں خاموش رہوں گا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس وفد کی ناکامی کے بعد اپنے صاحبزادے حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو کوفہ بھیجا۔ جب یہ دونوں حضرات کوفہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں لوگوں کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فتنہ کی پیشین گوئی کی تھی وہ آ چکا ہے اپنے ہتھیار ضائع کر دو اور گوشہ نشینی اختیار کر لو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس موقع پر سونے والا بیٹھنے والے سے، بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اس وقت مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سلام کرنے کے بعد ان سے گفتگو شروع کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کی کوئی مدد نہیں کی اور فاجروں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر غصہ آ گیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی مداخلت کرتے ہوئے فرمایا لوگوں نے اس بارے میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں کیا اور سوائے اصلاح کے ہمارا کوئی مقصد نہیں اور امیر المومنین اصلاحِ امت کے کاموں میں کسی سے خوف نہیں کھاتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا میرے ماں باپ آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے درست فرمایا مگر تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی

ہیں اور بھائی کا خون و مال حرام ہے۔

کوفہ کے لوگ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے اس لئے اہل کوفہ کو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے آنے سے ان کی جانب رغبت ہو گئی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کی تقریر کی۔

"اے لوگو! ہماری دعوت کو قبول فرماؤ اور ہماری اطاعت کرو اس وقت جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس میں ہماری مدد کرو۔ امیر المومنین کا فرمانا ہے کہ اگر ہم مظلوم ہیں تو ہماری حمایت کرو اور اگر ہم ظالم ہیں تو ہم سے حق وصول کرو۔"

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر اہل کوفہ کے دل نرم ہو گئے اور انہوں نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا چنانچہ علی الصبح قریباً ساڑھے نو ہزار لوگوں کی ایک جماعت حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ذی وقار پہنچی جہاں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ قیام پذیر تھے۔

حالات بہت تیزی سے جنگ کی جانب بڑھ رہے تھے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی دورِ اسلام کے اس نازک موقع کو سمجھ رہے تھے اس لئے انہوں نے بھی حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو بصرہ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تاکہ بات چیت سے معاملہ طے کیا جا سکے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بصرہ پہنچے اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر آن کا موقف سنا۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم لوگوں کے اختلاف اور ان کی اصلاح کے لئے خروج کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) سے قصاص لیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا

تو قرآن مجید کی تعلیمات کے خلاف ہوگا۔

- حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم کا مؤقف جاننے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارا بھی وہی مؤقف ہے جو ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کا جواب سننے کے بعد کہا کہ آپ تمام حضرات درست فرماتے ہیں اور ہم بھی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص لیا جائے لیکن آپ حضرات کا یہ طریقہ درست نہیں اور آپ حضرات نے بصرہ کے چھ سو افراد کو قتل کر ڈالا جبکہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں تھے۔ ایسی کاروائیاں امت میں اختلاف ختم کرنے کی بجائے اختلاف بڑھائیں گی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ تمہارا کیا مشورہ ہے؟ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام المومنین! آپ رضی اللہ عنہا ہمارے لئے باعث خیر و برکت ہیں آپ رضی اللہ عنہا ہمیں اس خیر سے محروم نہ فرمائیں مصالحت سے کام لیں تاکہ فتنہ دم توڑ جائے اور ہم بھی قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص وصول کر سکیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس مشورہ کو پسند کیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہاری بات ماننے کے لئے تیار ہوں تم علی (رضی اللہ عنہ) کو بھی اس پر آمادہ کرو۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ مجھے یقین ہے حضرت

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس پر کچھ اعتراض نہ ہوگا۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی مصالحتی کوشش کامیاب ہوئی۔ ابن سبا نے جب دیکھا کہ ان دونوں لشکروں کے مابین صلح ہو رہی ہے تو اس نے سوچا کہ اگر انہوں نے صلح کر لی تو پھر یہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی تلاش شروع کر دیں اور پھر ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا چنانچہ اس نے منصوبہ تیار کیا کہ اس صلح کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ ابن سبا نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ رات کی تاریکی میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر شب خون ماریں۔

ابن سبا کے لشکریوں نے رات کی تاریکی میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ جس سے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے سمجھا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے چنانچہ انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ منافقین کی کوششیں کامیاب ہو چکی تھیں اور مسلمانوں کے دونوں گروہ آپس میں لڑنا شروع ہو گئے تھے۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لشکر کو روکنے کی کوششیں شروع کر دیں تاکہ معاملہ صلح و صفائی سے نبٹ جائے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فوج کو جنگ سے روکنے کی کوشش کی لیکن اس دوران جنگ کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب تمام معاملہ دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ جنگ میں موجود حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''اے طلحہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے میری مخالفت میں یہ سب کیا، تم اللہ تعالیٰ کو اس کا کیا جواب دو گے؟ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں؟ کیا تم پر میرا اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں ہے؟''

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں سازش نہیں کی؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور اس کی لعنت قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) پر ہے۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے انکار کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے زبیر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں وہ دن یاد ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم مجھے (علی رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتے ہو تو تم نے کہا تھا: ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم ایک دن مجھ (علی رضی اللہ عنہ) سے ناحق لڑو گے۔''

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ اگر مجھے یہ بات مدینہ منورہ میں یاد دلاتے دیتے تو میں ہرگز آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے نہ نکلتا۔''

اس تمام گفتگو کے بعد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اس جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی حکم دیا لیکن انہوں نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ سے علیحدہ ہو کر تنہا بصرہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں احنف بن قیس

کے لشکر کا ایک بد بخت عمرو بن الجرموز، آپ رضی اللہ عنہ کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو میرے ساتھ کیوں آتا ہے؟ اس نے کہا مجھے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز کی ادائیگی کے بعد تیرے سوال کا جواب دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس بد بخت نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب خادم نے عمرو بن الجرموز کے آنے کی خبر دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اس بد بخت کو جہنم کی بشارت کے ساتھ اندر آنے کی اجازت دو۔''

عمرو بن الجرموز جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی تلوار دیکھ کر فرمایا۔

''اے بد بخت! یہ وہ تلوار تھی جو عرصہ دراز تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرماتی رہی۔''

عمرو بن الجرموز نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور اپنے پیٹ میں تلوار مار کر خودکشی کر لی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی میدانِ جنگ سے علیحدگی کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سوچ میں پڑ گئے کہ انہیں بھی میدانِ جنگ چھوڑ دینا چاہئے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اسی سوچ میں تھے کہ مروان بن حکم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں بصرہ لے جایا گیا جہاں

آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وصال فرما گئے۔

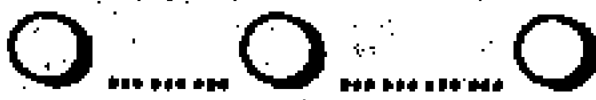
حضرت کعب رضی اللہ عنہ جو کہ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑے ان کی حفاظت کر رہے تھے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں حکم دیا کہ وہ قرآن مجید پکڑ کر اس بات کا اعلان کریں کہ ہمیں قرآن مجید کا فیصلہ منظور ہے تم بھی قرآن مجید کا فیصلہ منظور کر لو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اعلان کرنا شروع کر دیا۔

ابن سبا نے جب دیکھا کہ حالات ایک مرتبہ پھر قابو میں آنے والے ہیں تو اس نے اپنے ساتھیوں کو تیروں کی بارش کرنے کا حکم دے دیا جس سے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بے شمار جانثار شہید ہو گئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرنے والے باری باری شہید ہوتے جا رہے تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ جنگ میں کمی کی بجائے شدت آتی جا رہی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اگر کسی طرح جنگ نہ روکی گئی تو بہت سے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو جائیں گے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس سے ناقہ نیچے گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ تم اپنی ہمشیرہ اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرو تاکہ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچے چنانچہ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا اور عماری کے مقام پر لے گئے جہاں قریب کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے بیٹھتے ہی جنگ کا زور کم ہونا شروع ہو گیا اور کچھ دیر بعد جنگ ختم ہو گئی۔

جنگ کے ختم ہوتے ہی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حال دریافت کیا۔ بعدازاں دونوں فریقین کے مابین صلح کا معاہدہ طے پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بصرہ کی چالیس عورتوں اور حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ بصرہ روانہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہلی منزل تک چھوڑنے خود آئے اور دوسری منزل تک حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھوڑا۔

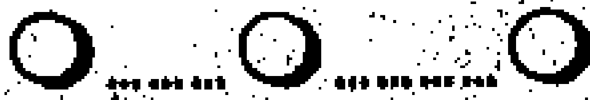
ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بصرہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں جہاں حج کی ادائیگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہا دوبارہ مدینہ طیبہ تشریف لے گئیں۔



قصہ نمبر ۸۱

کوفہ کا دارالامارت بنانا

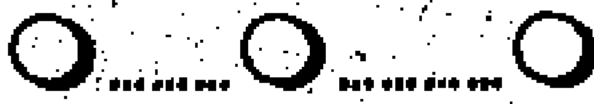
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے بعد بصرہ روانہ ہوئے جہاں لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کے لئے حاضر ہونے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا اور خود کوفہ تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کے بعد اسے دارالخلافہ مقرر کیا اور اس بات کا اعلان کیا کہ تمام امورِ خلافت اب مدینہ منورہ کی بجائے کوفہ سے انجام دیئے جائیں گے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے انتظامی امور میں مختلف تبدیلیاں فرمائیں۔ مدائن پر یزید بن قیس کو گورنر مقرر کیا گیا، خراسان پر خلید بن کاس کو گورنر مقرر کیا گیا، موصل اور شام سے متصل دیگر علاقوں پر اشتر نخعی کو گورنر مقرر کیا گیا اور اصفہان پر محمد بن سلیم کو گورنر مقرر کیا گیا۔



قصہ نمبر ۸۲

اجر وثواب کے حقدار

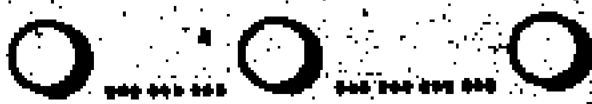
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں غزوۂ بدر میں تین آدمیوں کے حصے میں ایک اونٹ آیا جس پر وہ باری باری سواری کرتے تھے چنانچہ ابولبابہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور حضور نبی کریم ﷺ ایک اونٹ میں شریک تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی پیدل چلنے کی باری آئی تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اونٹ پر سوار رہیں اور ہم پیدل چلیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور میں بھی اجر وثواب کا حقدار ہوں جیسے کہ تم حقدار ہو چنانچہ میں بھی پیدل چلوں گا۔



قصہ نمبر ۸۳

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مدفن سے پیشگی آگاہ کرنا

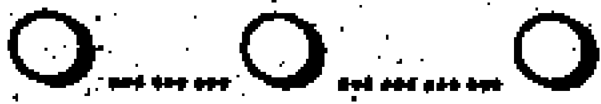
حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہمارا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں آج حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزارِ پاک ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب یہاں آلِ رسول اللہ ﷺ کا ایک قافلہ قیام کرے گا اور اس جگہ اونٹ بندھے ہوئے ہوں گے اور اسی میدان میں اہل بیت کے جوانوں کو شہید کیا جائے گا اور یہ جگہ شہیدوں کا مدفن ہوگی اور زمین و آسمان ان لوگوں پر روئیں گے۔



قصہ نمبر ۸۴

جھوٹ بولنے والے کی بینائی چلی گئی

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص رہتا تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کی خبریں آپ رضی اللہ عنہ کے مخالفین کو پہنچاتا تھا اور جاسوسی کا کام انجام دیتا تھا۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تو میری خبریں میرے دشمنوں کو پہنچاتا ہے؟ اس نے انکار کیا اور قسمیں کھانا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو یوں دلیر دیکھا تو فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی بینائی واپس لے لے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ وہ شخص چلانا شروع ہو گیا اور اس کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔



قصہ نمبر ۸۵

اللہ کے مال سے بجز دو پیالوں کے حلال نہیں

حضرت عبداللہ بن زرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بروزِ عید حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے حلیم پیش کی۔ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو صلاحیت کے ساتھ باقی رکھا ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ ہم کو بطخ کھلاتے تو بہت اچھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اے ابن زرین (رضی اللہ عنہ)! میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خلیفہ کے لئے اللہ کے مال سے بجز دو پیالوں کے حلال نہیں۔ ایک پیالہ جو وہ خود کھائے اور اپنے اہل کو کھلائے جبکہ دوسرا پیالہ وہ جسے لوگوں کے سامنے رکھے۔"

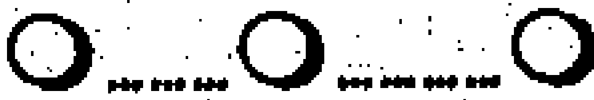


قصہ نمبر ۸۶

ایک درہم کا نفع

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے ایک شخص نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک موٹی چادر تھی اور آپ رضی اللہ عنہ اعلان فرما رہے تھے۔

''کہ کون ہے جو اس چادر کو مجھ سے پانچ درہم میں خریدے اور مجھے ایک درہم کا نفع دے تاکہ میں اس کے ہاتھ اسے بیچوں؟''



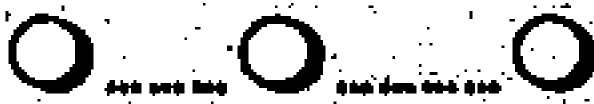
قصہ نمبر ۸۷

جو کی روٹیاں اور نمک ہی کافی ہے

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خوراک نہایت سادہ تھی آپ رضی اللہ عنہ روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر نرم کر کے کھایا کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر نمک کے ساتھ روٹی کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے جو کی روٹیاں، دودھ کا پیالہ اور نمک لا کر رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دودھ کا پیالہ واپس کرتے ہوئے فرمایا۔

"میرے لئے یہ جو کی روٹیاں اور نمک ہی کافی ہے۔"

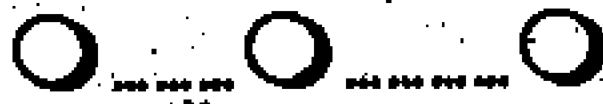
روایات میں آتا ہے کہ کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ محض چند کھجوریں کھا کر گزارا کر لیتے تھے۔



قصہ نمبر ۸۸

روٹی کے سات ٹکڑے

حضرت کلیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اصبہان سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو سات حصوں میں تقسیم کیا۔ اس مال میں ایک روٹی بھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کئے اور ہر حصہ میں اس ٹکڑے کو بھی شامل کر لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حصہ پانے والے ساتوں لوگوں کو بلایا اور ان کے درمیان قرعہ اندازی کی کہ پہلا حصہ کسے دیا جائے۔



قصہ نمبر ۸۹

مالِ غنیمت سے ایک شیشی کے سوا کچھ نہیں ملا

حضرت معاذ بن علاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے تمہارے اس مالِ غنیمت سے ایک شیشی کے سوا کچھ نہیں ملا جو مجھے ایک دہقان نے ہدیہ دی تھی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بیت المال تشریف لے گئے اور اس میں جو کچھ تھا اسے تقسیم فرما دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ

"وہ آدمی فلاح پا گیا جس کے پاس ایک ٹوکری ہو جس میں سے وہ دن میں ایک مرتبہ کھائے۔"

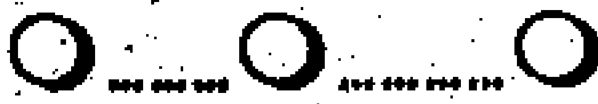


قصہ نمبر ۹۰

موزوں پر مسح کرنے کا حکم

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا وضو کے بعد کتنے دنوں تک موزوں پر مسح کیا جا سکتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم یہ مسئلہ علی (رضی اللہ عنہ) سے پوچھو؟ جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

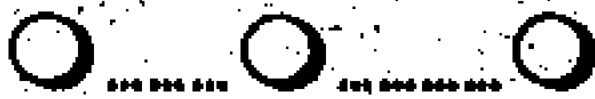
"مسافر پر تین دن اور تین رات اور مقیم پر ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔"



قصہ نمبر ۹۱

ستر ہزار فرشتوں کا استغفار کرنا

حضرت عبداللہ بن نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آئے تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی عیادت کے لئے آتے ہیں اور عیادت کرنے والے کے لئے کثرت سے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر صبح کے وقت عیادت کی تو یہ فرشتے شام تک استغفار کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت عیادت کی تو یہ فرشتے صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور عیادت کرنے والے کے لئے جنت میں باغ ہوگا۔



قصہ نمبر ۹۲

باپ کا منبر

حضرت ابوالبختری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جائیے؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ واقعی تمہارے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اسے ایسی بات کہنے کو نہیں کہا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"نہیں علی (رضی اللہ عنہ)! اس نے درست کہا یہ اس کے باپ کا منبر ہے۔"



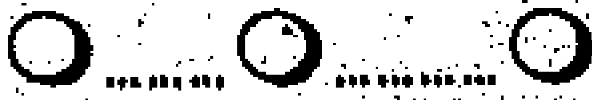
قصہ نمبر ۹۳

علم لدنی سے بخوبی آگاہ تھے

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اگر جنگوں میں مصروف نہ رہتے تو وہ ہمارے لئے ایسی باتیں چھوڑتے جو تصوف کے لئے بہت ضروری ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو علم لدنی حاصل تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے سینہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

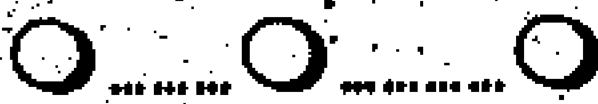
"اس کے اندر ایک ایسا علم بھی ہے کاش میں اس کا حامل پاتا اور اس علم کو اس کی جانب منتقل فرماتا۔"



قصہ نمبر ۹۴

قتل کی سازش

نہروان میں خارجیوں کو شکست فاش ہوئی تھی۔ اس جنگ میں جو خارجی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے انہوں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ ان خارجیوں کا سردار ابن ملجم تھا۔ ابن ملجم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حامی بھری۔ عمر بن بکر تمیمی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حامی بھری جبکہ برک بن عبداللہ تمیمی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی حامی بھری چنانچہ ان تینوں نے اپنے اس ناپاک ارادے کے لئے سترہ رمضان المبارک بوقت فجر کا وقت طے کیا اور اپنے ان مذموم ارادوں کے لئے روانہ ہو گئے۔



قصہ نمبر ۹۵

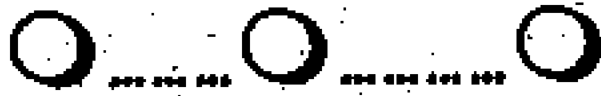
آپ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کے لئے ابن ملجم کوفہ پہنچا۔ ابن ملجم مصر کا رہنے والا تھا اس نے کوفہ جا کر اپنے حامیوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا جو نہروان میں بچ گئے تھے۔ اس دوران اس نے اپنا راز کسی سے بیان نہ کیا۔ ایک دن اس کی ملاقات شبیب بن شجرہ سے ہوئی جو اسے اپنے مطلب کا آدمی لگا۔

ابن ملجم نے جب اسے اپنے منصوبے سے آگاہ کیا تو اس نے ابن ملجم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا لیکن ابن ملجم نے اسے لالچ دے کر اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اس دوران ابن ملجم کی نظر بنو تمیم کی ایک حسین دوشیزہ پڑی اور وہ اسے دیکھتے ہی اس پر مرمٹا۔ اس حسینہ نے ابن ملجم کو پہچان لیا اور اس کو اپنے پاس بلایا۔ ابن ملجم جب اس کے پاس گیا تو اس نے اس شرط پر ابن ملجم سے نکاح کی حامی بھری کہ وہ اسے تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک لونڈی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کٹا ہوا سر مہر میں دے تو وہ اس سے نکاح کر لے گی۔

ابن ملجم نے کہا کہ اسے آخری شرط منظور ہے باقی کی شرائط وہ پوری کرنے پر قادر نہیں۔ بنو تمیم کی اس دوشیزہ نے حامی بھر لی۔ ابن ملجم نے اس دوشیزہ سے کہا وہ اسے اپنے قبیلے کا کوئی قابل اعتماد آدمی دے تاکہ وہ اپنے اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے۔ اس دوشیزہ نے وردان نامی ایک شخص کو ابن ملجم کے ساتھ کر دیا۔

سترہ رمضان المبارک بروزِ جمعہ فجر کے وقت ابن ملجم اپنے دونوں ساتھیوں شبیب اور وردان کے ہمراہ جامع مسجد کوفہ پہنچا اور یہ تینوں مسجد کی ایک کونے میں چھپ گئے۔ جس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر کے لئے تشریف لائے اس وقت شبیب نے آگے بڑھ کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر پہلا وار کیا۔ شبیب کے وار کے بعد ابن ملجم آگے بڑھا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر دوسرا وار کیا۔ وردان نے یہ دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ شبیب بھی وار کرنے کے بعد بھاگ نکلا جبکہ ابن ملجم پکڑا گیا۔ وردان نے جب اس کا ذکر اپنے دوستوں سے کیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔



قصہ نمبر ۹۶

ابن ملجم کو بطورِ قصاص قتل کرنے کا حکم دینا

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھانجے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اس دوران سورج طلوع ہو چکا تھا۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں گھر لے گئے۔ ابن ملجم کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے مجھے مارنے پر آمادہ کیا؟ ابن ملجم نے آپ رضی اللہ عنہ کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا اور اللہ سے دعا کی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو خلق کے لئے شر کا باعث ہو۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اس تلوار سے مارا جائے گا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل بالخصوص اپنے فرزند حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اگر میں جانبر نہ ہو سکا تو تم اسے قصاص کے طور پر اسی تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر ڈالنا۔



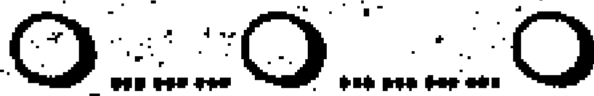
قصہ نمبر ۹۷

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سترہ رمضان المبارک کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ خواب حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا شکوہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے میرے ساتھ نہایت برا سلوک روا رکھا اور مجھے ناحق ستایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم اللہ سے دعا کرو۔''

چنانچہ میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ مجھے ان سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال دے جو مجھ سے بدتر ہو۔



قصہ نمبر ۹۸

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں دیکھا تو رو پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے حسن (رضی اللہ عنہ)! تو کیوں روتا ہے؟ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا والد بزرگوار! میں اس بات پر کیوں نہ روؤں کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پیارے بیٹے! میری چار باتوں کو یاد رکھنا یہ تمہیں کبھی نقصان نہ پہنچائیں گی۔ اول تمام دولت سے زیادہ بڑی دولت عقل کی ہے، دوم سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے، سوم سب سے زیادہ وحشت خود بینی ہے اور چہارم سب سے بہتر چیز اخلاق حسنہ ہے۔ چار باتیں مزید یہ ہیں کہ خود کو احمق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تیرے ساتھ نفع کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچائے گا۔ اپنے آپ کو جھوٹوں کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ دور کے لوگوں کو تجھ سے قریب کرے گا اور قریب کے لوگوں کو تجھ سے دور کرے گا۔ اپنے آپ کو بخیل کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھ سے اس چیز کو دور کرے گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہوگی۔ اپنے آپ کو فاسق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھے معمولی شے کی خاطر بیچ دے گا۔



قصہ نمبر ۹۹

صاحبزادوں کو وصیت

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جب وقت وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کو طلب فرمایا اور ان سے ذیل کی وصیت کی۔

"میرے بچو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں، میرے بعد تم دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہو جانا، کسی دنیاوی شے کے حصول میں ناکامی پر افسوس نہ کرنا، حق بات کہنا اور حق کا ساتھ دینا، مظلوموں کی امداد کرنا' یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، ظالم کی حمایت نہ کرنا اور بے کسوں کو سہارا دینا، قرآن مجید سے ہدایت لیتے رہنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی روشنی میں ملامت کرنے والے کی ملامت کرنے سے نہ ڈرنا۔"

پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اپنے بھائی محمد (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کے ساتھ عفوو درگزر سے کام لینا۔"



قصہ نمبر ۱۰۰

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو وصیت کرنے کے بعد کلمہ پڑھا اور اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت سیّدنا امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو دارالامارت کوفہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

کچھ روایات کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی جامع مسجد میں مدفون کیا گیا جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے سترہ کلومیٹر دور دفن کیا گیا۔

○...○...○

کتابیات

۱۔ بخاری شریف از امام اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مسلم شریف از امام محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ تفسیر ابن کثیر از حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ مشکوۃ شریف

۵۔ ترمذی شریف

۶۔ تفسیر روح المعانی

۷۔ مسند امام احمد

۸۔ تاریخ طبری

۹۔ سیر الصحابیات

۱۰۔ کنز العمال

۱۱۔ شعب الایمان

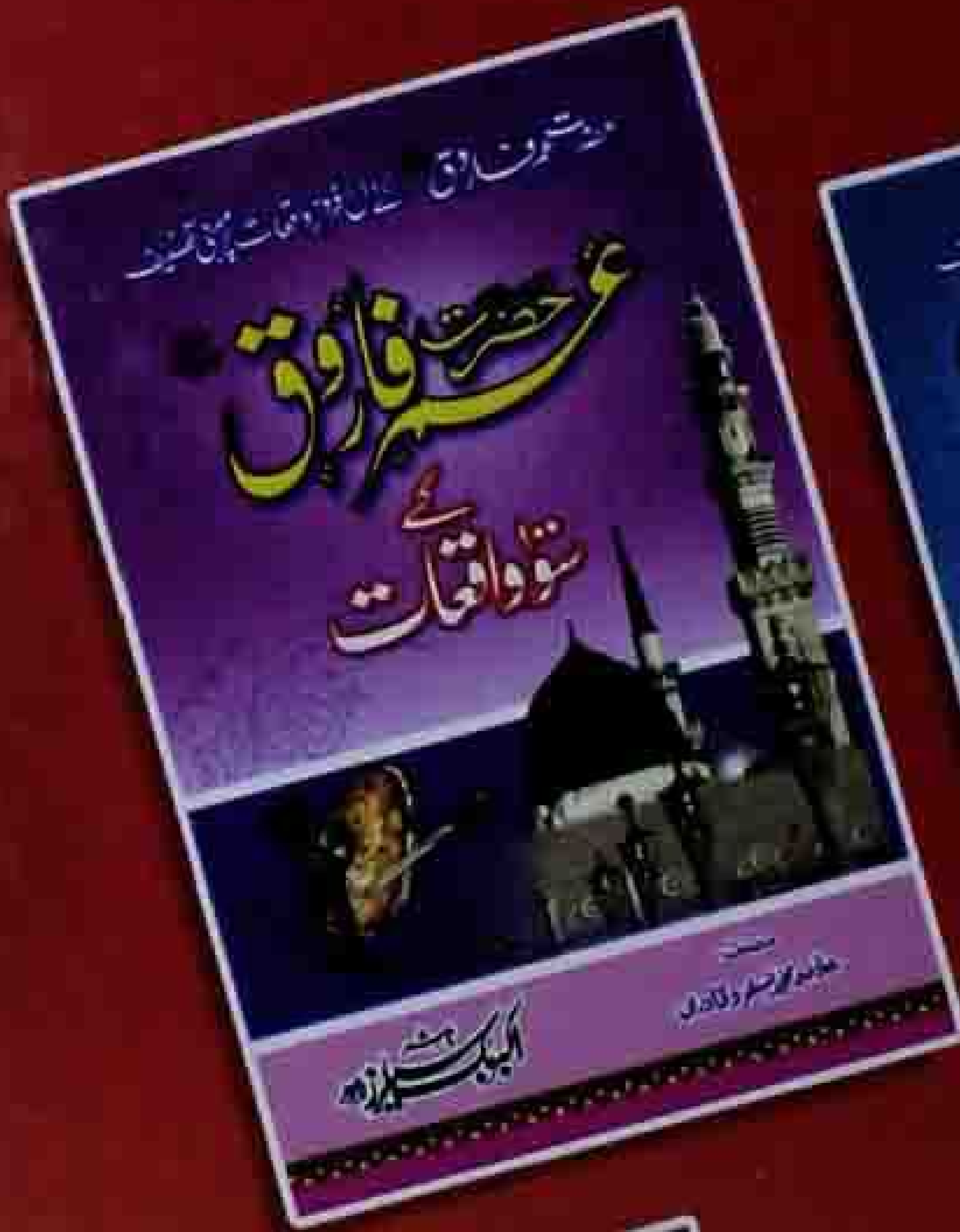
۱۲۔ تفسیر کبیر

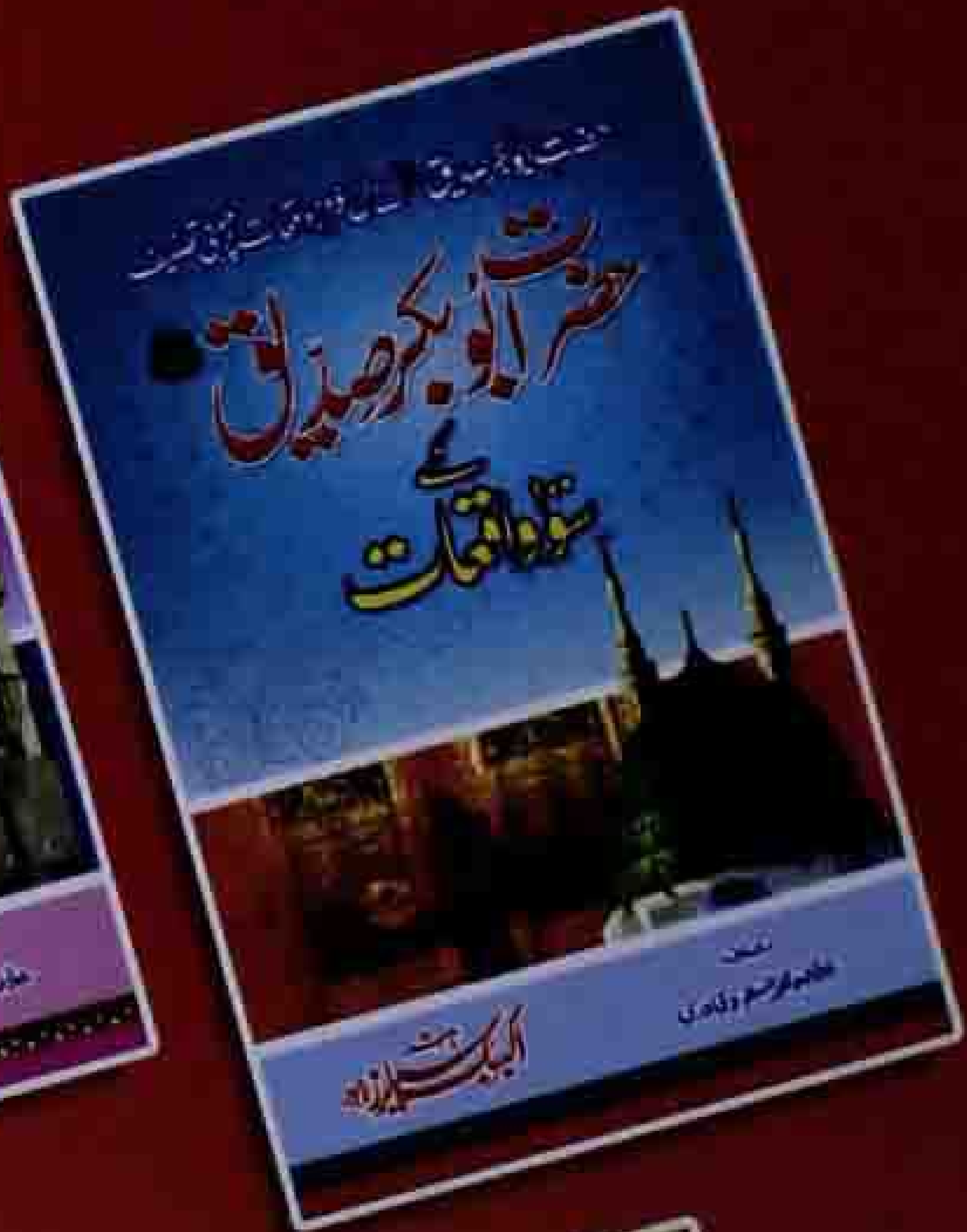
۱۳۔ تفسیر خازن

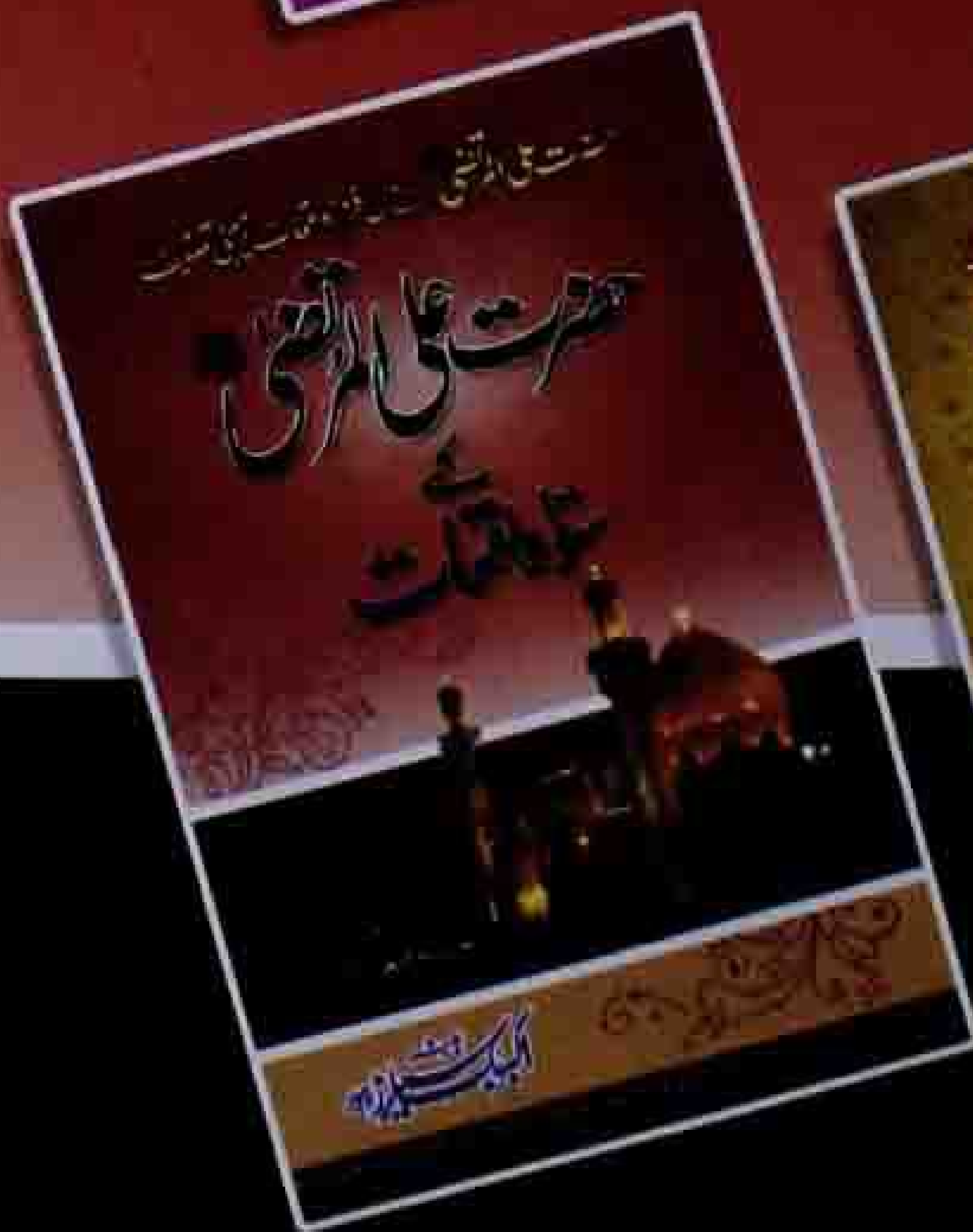
۱۴۔ کراماتِ صحابہ

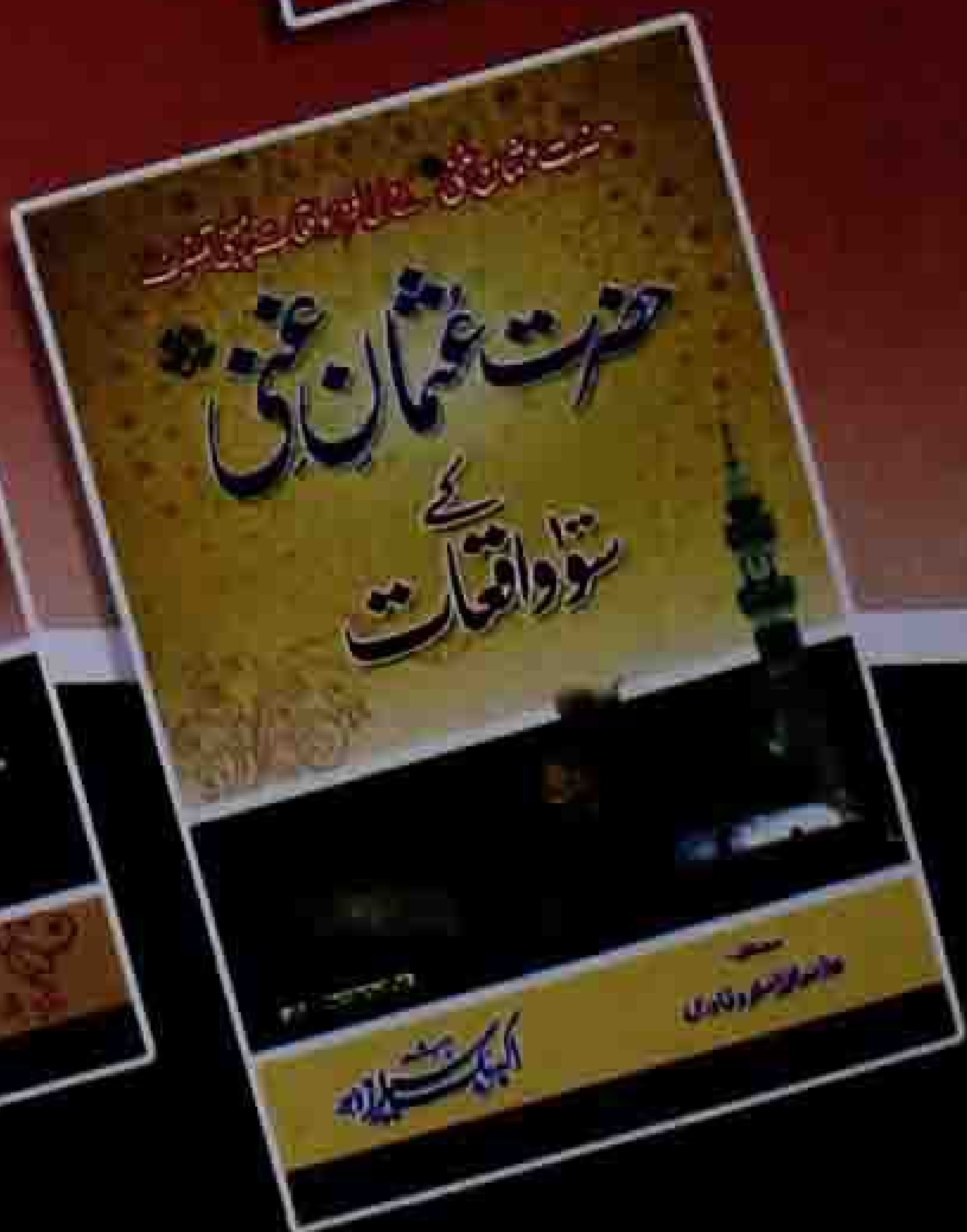
۱۵۔ شاہکار شجاعت

۱۶۔ سیرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ.............از.............حبیب القادری









ناشر
اکبر بک سیلرز
Ph: 042 - 37352022